

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا

سچل سرمست

شاعرِ ہفت زبان



روضہ مبارک حضرت سچل سرمست رحمہ

مؤلف

الحاج قاضی علی اکبر درازی



الحاج قاضي علي اكبر درازی
روهڑی





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایں سخن شعر کئی باتیں آئے ہیں
ایں ہم ذکر است آیات و خبر

معنی: میرے بیٹے! میری باتیں صرف شاعری نہیں ہے، یہ تمام
باتیں ذکر خدا، اللہ کی آیتیں اور رسول پاک کی حدیثیں ہیں۔

سچل سرمست

ISLAMIA
COLLEGE
LIBRARY
SUKKUR

شاعر ہفت زبان

مؤلف :-

الحاج قاضی علی اکبر درازی

طابع و ناشر

سچل سرمست کوآپریٹو اکیڈمی لاہور

جلد ۱۰۰۰

ستمبر ۱۹۶۶

بار اول

ہدیم ن و و و و و

جملہ حق بحق مؤلف محفوظ

فہرست مضامین

| نمبر | مضمون | صفحہ |
|------|------------------------------|---------|
| ۱- | موانیح حیات | ۱ |
| ۲- | شرع کی پابندی | ۱۰ |
| ۳- | حالات بے خودی | ۱۳ |
| ۴- | ریاست کر حکام کر ساتھ تعلقات | ۱۴ |
| ۵- | سچل سرمست منصور ثانی | ۱۵ |
| ۶- | سچل سرمست شاعر ہفت زبان | ۱۸ |
| ۷- | سچل سرمست عاشق رسول اللہ | ۱۹ |
| ۸- | سچل سرمست عاشق بقا باللہ | ۲۸ |
| ۹- | سچل سرمست شہنشاہ عشق | ۳۰ |
| ۱۰- | سچل سرمست مصنف اعظم | ۴۳ |
| ۱۱- | سچل سرمست معلم اعظم | ۴۴ |
| ۱۲- | سچل سرمست فیلسوف اعظم | ۵۳ |
| ۱۳- | سچل سرمست الیاس حقیقی | ۵۷ |
| ۱۴- | سچل سرمست عالمی شاعر | ۶۰ |
| ۱۵- | سچل سرمست بین الاقوامی رہبر | ۶۷ |
| ۱۶- | سچل سرمست صاحب حال و خیال | ۷۱ |
| ۱۷- | سچل سرمست کلام الہی الہام | ۷۵ |
| ۱۸- | سچل سرمست سرتاج الشعراء | ۷۸ - ۸۴ |
| ۱۹- | تلخیص اور اردو ترجمہ | |
| ۲۰- | مناجات | ۸۵ |
| ۲۱- | وفات حسرت آیات | ۸۶ |
| ۲۲- | اردو کلام | ۸۸ |
| ۲۳- | اردو معنی | ۱۰۷ |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سچل سرمست (رح)

(سندھ کا اردو شاعر)

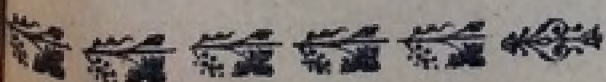
نام و نسب | سرتاج الشعرا شہنشاہ - عشق حضرت سچل سرمست (رح) سنہ ۱۱۵۲ھ بمطابق سنہ ۱۷۳۹ع میں پیدا ہوئے۔ آپکا پیدائشی نام نامی، اسم گرامی عبدالوہاب ہے، لیکن راست بازی اور راست گوئی کی وجہ سے انھیں ”سچو- سچل- سچیدنہ“ کہا جانے لگا۔ اور اس نام سے انکی شہرت ہوئی۔ آپنے سندھی، سرائیکی اور اردو اشعار میں بھی نام بطور تخلص رکھا ہے، لیکن فارسی اشعار میں انکا تخلص ”آشکار“ اور ”خدائی“ ہے۔

سچل سرمست (رح) کا سلسلہ نسب انتالیسویں پشت میں حضرت فاروق اعظم سے جا ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات بعد از کا پوتا شیخ شہاب الدین بن عبدالعزیز حجاز سے ہجرت کر کے عراق میں سکونت پذیر ہوا۔ وہ ایک عالم فاضل اور قابل شخصیت تھا۔ اس لئے سنہ ۹۲ھ بمطابق سنہ ۷۱۱ع میں جب حجاج بن یوسف گورنر



عراق نے اپنے داماد محمد بن قاسم کو سندھ فتح کرنے کیلئے بھیجا تو شیخ شہاب الدین کو انکا مشیر خاص مقرر کر کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد بن قاسم شیخ شہاب الدین کے نیک مشورہ کی وجہ سے سندھ فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس لئے جب محمد بن قاسم سندھ فتح کرنے کے بعد واپس آ رہا تھا تو شیخ شہاب الدین کو سیوستان (سیوہن) کا گورنر مقرر کیا۔ وہ سندھ میں پہلا مسلمان گورنر تھا۔ عالم فاضل ہونے کیساتھ ساتھ سیاست تدبیر اور نظم و نسق میں بھی لائق و فائق اور نیک سیرت تھا۔ اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر سندھ کے ہزاروں لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ دو برس کی حکمرانی کے بعد سنہ ۹۵ ہجری میں رحلت کی اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند شیخ محمد سیوہن کے گورنر مقرر ہوئے۔ اس طرح آپ کے خاندان میں سے پشت در پشت سیوہن کے حکمران رہے۔

جب سلطان محمود غزنوی نے سندھ کو فتح کیا اس وقت شیخ محمد بن محمد اسحاق سندھ کا حاکم تھا۔ سلطان محمود غزنوی نے سندھ فتح کرنے کے بعد اس کو گورنر کے عہدہ سے معزول کیا اور اس کا سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس طرح دنیوی کاروبار سے فارغ البال ہونے کے بعد سیوہن کو بھی خیر باد کیا اور شمال سندھ کے طرف روانہ ہو گیا۔





وہاں ریاضت اور عبادت میں وقت بسر کرنے لگا۔
کافی عرصہ کے بعد پھر جنوب سندھ کے طرف روانہ ہوا اور
خیرپور ریاست میں قصبہ گڈیچی میں سکونت پذیر ہوا۔

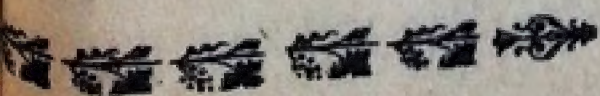
خواجہ محمد حافظ بانی درگاہ دراز شریف

اس فاروقی خاندان کا ایک کامل ولی اور بلند پایہ
شاعر خواجہ محمد حافظ المعروف بہ صاحبڈن سنہ ۱۱۰۱ ہجری
میں پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائی وقت میں تالپور حکومت کے
دور میں ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن آپ اپنے نوکروں
کیساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر جارہے تھے تو راستے میں
ایک مجذوب عورت نے جسکا نام رابعہ بصری تھا آپ کے
گھوڑے کی لغام پکڑ کر راستہ روک لیا اور کہنے لگی ”اے
مرد خدا آپکو درگاہ ایزدی سے حقیقی بادشاہی عطا ہوئی ہے۔
آپ کہاں جا رہے ہیں؟ خواجہ محمد حافظ کے بدن میں ان کا
پیغام سننے کے بعد لرزش پیدا ہوئی۔ آپ اپنے ساتھیوں اور
گھوڑوں کو چھوڑ کر جھنگل کی طرف جہاں درگاہ شریف
ہے چلے گئے وہاں ایک شیر کا غار تھا اس جگہ قیام کیا
اور مسلسل چالیس چلے یعنی چار سال اور پانچ ماہ رب حقیقی
کی عبادت میں مشغول اور مستغرق رہے۔ اتنا عرصہ گزر جانے





کے بعد حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا پوتا حضرت خواجہ عبید اللہ جیلانی تشریف لائے اور غار کے منہ پر کھڑے ہو کر آواز دی ”اب خربوزہ پک چکا ہے باہر تشریف لائیں تاکہ خلق خدا آپ سے مستفیض ہو۔ خواجہ محمد حافظ یہ سن کر باہر آ گئے۔ خواجہ عبید اللہ جیلانی نے آپ کو فیضان کرم عطا کر کے رب حقیقی سے وابستہ کر دیا۔ اور فرمایا یہ فیض آپ کے جد امجد خواجہ ابوسعید فاروقی کا عطا کردہ ہے جو میں آپ کو ودیعت کر رہا ہوں۔ خواجہ عبید اللہ جیلانی نے رخصت ہونے سے پیشتر آپ کو حسب ذیل تین وصیتیں کیں۔ (۱) آپ کے ہاں دو فرزند پیدا ہوں گے۔ ان میں سے چھوٹے بیٹے کو گدی نشین کرنا کیونکہ بڑے لڑکے میں سے ایک سرمست پیدا ہو گا وہ لاولد ہو گا لہذا آپ کا سلسلہ گدی نشینی ختم ہو جائیگا لیکن چھوٹے بیٹے کی پشت ہمیشہ قائم رہیگی۔ (۲) آپ کے خاندان کا ہر ایک فرد اپنے سجادہ نشین کو اپنا مرشد منتخب کریگا کسی اور درگاہ کا مرید نہ ہو گا۔ (۳) آپ اور آپ کی وفات کے بعد جو بھی سجادہ نشین ہو گا وہ اپنی درگاہ کی حدود سے باہر نہیں جاسکتا۔ آخری ارشاد سن کر خواجہ محمد حافظ مغموم ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے آپ کی اور آقائے دوجہان سرور۔ کائنات کی زیارت کا اشتیاق ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ خواجہ عبید اللہ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو تمہارے درگاہ پر روزانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھری لگیگی وہاں میں اور جملہ اولیا





اکرام موجود ہونگے۔ لہذا تمہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم، جملہ اولیاء اکرام اور عشاق کی زیارت نصیب ہوگی اور تمکو کہیں جانیکی ضرورت درپیش نہ آئیگی۔ اسکے ثبوت میں نانک یوسف فقیر کا ایک سند ہی کلام پیش کرتا ہوں۔

حکم ایہو درگاہوں مولیٰ۔ قادر قدس کرارو تھی
شاہ قطب جیلانی جی شوقئون۔ طبل نیہ نقارو تھی
روز کچہری پمغہبر جی۔ شہ درازن وارو تھی

معنوں: یہ حکم درگاہ ایزدی سے جاری ہوا ہے، اور شاہ جیلانی قطب ربانی کے کرم سے صادر ہوا ہے کہ درازا شریف کے درگاہ میں روزانہ حضرت نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری لگتی ہے۔

خواجہ محمد حافظ (رح) نے وادی سندھ کے ضلع خیرپور میں قصبہ رانیپور سے ایک میل کے فاصلہ پر "درازا شریف" نامی گاؤں میں سکونت اختیار کی۔ وہاں انکے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے۔ بڑے کا اسم گرامی خواجہ صلاح الدین اور چھوٹے کا خواجہ عبدالحق رکھا گیا۔ سچل سرمست خواجہ صلاح الدین کے لخت جگر نور نظر تھے۔ خواجہ محمد حافظ کی رحلت کے بعد انکے چھوٹے فرزند خواجہ عبدالحق (سچل سرمست کے چچا) خواجہ عبید اللہ



جیلانی (روح) کے ارشاد کے مطابق مسند رشد و ہدایت پر
جلوہ افروز ہوئے۔

عربی کلام خواجہ محمد حافظ

(صنعت اقتباس)

لا یضیع اللہ فی الدارین۔ اجر المحسنین
ما سوا اللہ محو کر۔ سمجھ، سالک ساں یقین

۱۔ لن تنا لو البر حتی تنفقون۔ آئی طالبین
سر صدق صد بار کر۔ تا تو تئیں اج عاشقین

۲۔ نفس نافرمان جو۔ طابع نہ ٹی ای طابعین
اقتلوا فی حب ذات اللہ۔ انتم عارفین

۳۔ چڈ دنیا جی دوستی۔ وٹ راہ رب العالمین
تا تھی ٹی جاء جنت۔ فد خلوها خالدين

۴۔ عشق بازی جان گدازی۔ سر ڈیٹ کم صادقین
ہی نہ ترسیا تو ڈسی۔ اہی مست مولی جا معین

۵۔ یا گم تیں گوند گزاری۔ مرگ مایا متقین
سی تیا "صاحبڈنہ"۔ وحدت یگانا واصلین

کلام سراڈکی مدواجم للمحمد حافظ

(احداث الوجوه)

صورت بشری کر کے بھان - ہر رنگ دے وچ رنگڑا رچايم

۱۔ یعقوب ہو کے پٹڑا چايم - يوسف اپنا نام - ترايم
آپ کو آپے کوہے پايم - قیدی ہو کے در کنعان
آپے اپنا ملہ چکايم

۲۔ حیدر بن کے حملہ کیتہم - ہو کے حسن میں زہر چا پیتہم
نال نیازی دے نالڑا نیتہم - چھوڑ مدینہ ملک مکان
کر بل دے وچ کندھڑا کپايم

۳۔ کڈھاں شریعت دے وچ شادی - کڈھاں معرفت کراں منادی
کڈھاں حقیقت داہاں ہادی - کڈھاں طریقت کر طولان
ہر مظہر وچ حکم ہلايم

۴۔ مخفی بھی میں ہوں - ظاہر بھی میں ہوں - ناظر تی منظور بھی میں ہوں
تجلی بھی میں ہوں - طور بھی میں ہوں - موسیٰ نون چا کر مستان
"صاحبڈنہ" ہی نام سڈايم

چايم = پیدا ہوا۔ ڈرايم = رکھایا۔ کوہے پايم = کنوین میں
چکايم = ادا کیا۔ حملہ کیتہم۔ حملہ کیا۔ زہر چا پیتہم۔ زہر پیا
نالڑا نیتہم۔ نام رکھا۔ کندھڑا کپايم۔ گردن کٹوائی۔
حکم ہلايم۔ حکم چلایا۔ نام سڈايم۔ نام رکھوایا۔

فارسی کلام خواجہ عبدالحق

(وحدت الوجود)

- ۱۔ ہرچہ بینی از فوق تا عرش علا۔ ہستی ز اوست تا تحت الثر
- ۲۔ ماہی از آب زندگی دارد۔ لیک او غافل است از دریا
- ۳۔ غیر حق نیست هیچ کس موجود۔ ہم عالم از او شد برپا
- ۴۔ جلوہ لا الہ الا اللہ۔ بینی از دیدہ دل چون یافت صفا
- ۵۔ نیست اشیاء بجز معیت حق۔ غیر خورشید روشنی کجا
- ۶۔ مظهر اوست ہرچہ می بینی۔ کس نمیداند این بجز دان
- ۷۔ در دئی صرف عمر چہ کنی۔ شرک را دفع کن شوی یک

معنی: ۱۔ آپ جو کچھ زمیں و آسمان اور تحت الشرا تک دیکھتے ہیں وہ رب حقیقی کا مظهر ہے۔

۲۔ مچھلی کو دریا سے زندگی ملتی ہے۔ لیکن وہ ان سے بے خبر ہے۔

۳۔ ماسوا اللہ کے کوئی نہیں۔ ساری دنیا اسی کی پیدا کردہ ہے۔

۴۔ جب تمہارا دل صاف ہو گا۔ تو تم جلوہ لا الہ الا اللہ ہر طرف دیکھو گے۔

۵۔ اللہ کے بغیر کوئی چیز نہیں ہے۔ سورج کے سوائے روشنی کہاں سے آئیگی۔

۶۔ جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ اسکا مظهر ہے۔ لیکن دان آدمی کے بغیر کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔

۷۔ تم دئی (دوسمجھنا) میں عمر کیوں ضایع کرتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو تو تم واصل باللہ ہو جاؤ گے۔



سچل سرمست کے بچپن ہی میں انکے والد بزرگوار
 نے رحلت فرمائی اس لئے ان کے چچا نے اسلامی روایت کے
 مطابق انکو دینی تعلیم کے حصول کیلئے حافظ عبداللہ
 کے سپرد کیا جن سے انھوں نے سندھی اور فارسی تعلیم
 کے علاوہ قرآن مجید کا درس بھی لیا اور بارہ برس کی عمر میں
 قرآن مجید حفظ کیا۔ چالیس برس کی عمر تک پہنچنے کے
 بعد خواجہ عبدالحق نے انکو اپنا طالب بنایا اور عرفان الہی
 سے مستفیض فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ سچل سرمست
 نے اپنی "مثنوی درد نامہ" میں فرمایا ہے۔

ایک روز بہ پیر خود رسیدم۔ جز درد نہ قصہا شنیدم
 ہر گم کہ بر من نظر بکردے۔ پردرد ہمیں شدم بدردے

یعنی۔ میں ایک روز اپنے پیر کی خدمت میں حاضر
 ہوا جہاں میں نے درد کے سوائی اور کوئی بات نہ سنی۔
 جس وقت آپ میری طرف دیکھتے اس وقت میں درد سے معمور
 ہو جاتا۔ (کسی ادیب نے لکھا ہے کہ محکم الدین سیلانی نے
 سچل سرمست کو فیض عشق و درد عطا کیا تھا۔ یہ سراسر
 غلط اور بے بنیاد بات ہے (مؤلف) سچل سرمست کی طبیعت
 کا میلان بچپنی ہی سے فقیری کی طرف تھا۔ اس لئے وہ جنگل
 میں تنہا رہتے تھے اور صبر و فکر میں وقت بسر کرتے تھے۔
 آپ کا سراٹکی زبان میں ایک شعر ہے۔



اک دن مرشد میں توں ایویں آکھیا۔ چھوڑ خلق دی یارے
اک نام اللہ دا یاد کریں۔ پیا ڈوہیں جہان وسارے
جو دم جیویں اس دنیا وچ۔ نال توحید گزاریں
”سچل“ با جھوں عشق اللہ دے۔ بی سب کوڑی کاریں۔

معنی: ایک دن مجھے پیر مغان نے ایسا فرمایا کہ تم
دنیا کی دوستی چھوڑ دو۔ ایک نام اللہ کا یاد رکھو اور
دونوں جہان کو بھول جاؤ۔ جب تک تم زندہ ہو اللہ
کے توحید میں وقت بسر کر دو۔ کیونکہ اللہ کے سوا جو
کچھ بھی ہے وہ جھوٹا ہے۔

شرع کی پابندی

حافظ درازی حضرت سچل سرمست شروع زندگی
میں شرع محمدی کے پابند تھے، اور پنجگانہ نماز با جماعت
ادا کرتے تھے۔ لیکن جب سرمستی حال ان پر طاری ہوتا تھا
تب وہ ہمیشہ مستغرق رہتے تھے۔ آپ نے ”دیوان آشکار“
میں فرمایا ہے:

از شرع رو متاب گر مردی
غوث و قطب کند سلام شرع
گرچ میر وزیر و سلطان است
بر ہم غالب است حکام شرع
گفت ملحد کہ حد شرع گذاشت
چون بہ وحدت روم کدام شرع



معنی: اگر تم مرد ہو تو شریعت سے روگردانی مت کرو۔
 غوث و قطب شریعت کی تابعداری کرتے ہیں۔ اگر کوئی
 امیر ہے یا وزیر یا سلطان لیکن سب پر شریعت کے حکم کی
 پابندی لازم ہے۔ ملحد لوگ میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں
 شریعت کی پابندی چھوڑ دی ہے، لیکن جب میں واصل باللہ
 ہو گیا تو شریعت کا حکم کہاں رہا؟ دوسری جگہ
 فرماتا ہے:

ساقیا آں مئی انگوری
 مانمی خواہیم کزوست صد دوری
 لازوال است آں مئی وحدت
 آن بنوشانی رہم ز مہجوری

معنی: اے ساقی میں یہ انگوری شراب نہیں مانگتا ہوں
 کیونکہ اسکے پینے سے دوری ہوتی ہے۔ وحدت کی شراب
 لازوال ہے مجھے وہ پلا دے تاکہ جدائی دور ہو جائے۔

غزل از بحر طویل

۱۰۲ این بدع مقبوح آثار یزید و شمر دان
 شربت و قنب و مئی دور از حقہ یلغار باش

معنی: بری رسمیں، بھنگ، شراب اور دیگر منشیات کا
 استعمال شمر و یزید کا رائج کردہ ہے، تم ان سے اور
 حقہ سے دور رہو۔





۱۳۷ باجماعت خوان مداسی نماز پنج وقت را
در جمع ناغہ مکن پس پیشوا صف دار باش

معنی: ہمیشہ پانچوں وقت کو نماز باجماعت پڑھا کر
اور نماز جمعہ کبھی ناغہ نہ کیا کر۔

۱۴۷ روزہ داری ماہ رمضان عالم و حافظ شوی
یا شنی یا ناظران خوانی ایماندار باش

معنی: رمضان شریف میں روزہ رکھا کر عالم و حافظ بن
اور قرآن مجید یا تو خود پڑھ یا دوسرے سے پڑھوا کر سن۔

۱۹۴ دسبدم در ذکر حق شاغل بلا ناغہ شوی
ذکر کن این طور تا از جسم بی اختیار باش

معنی: ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہ اور اسی
میں ناغہ نہ کرو اور یاد خدا میں اس قدر محو اور مستغرق
ہو جا کہ تجھے اپنے وجود کی کوئی خبر نہ رہے۔

۲۳۹ شاہ در جسمت چون آمد احتیاج۔ عبد رفت
بر تو شد صد مبارک تا ابد خود یار باش

معنی: جب بادشاہ تیرے جسم کے اندر داخل ہو گیا
تجھے عبد بنے رہنے کی ضرورت نہیں رہی تجھے یہ سعادت
مبارک ہو۔

۲۴۱ چون بر تن باشی ز امر نہی دم غافل مشو
چون ز خود رفتی پس آنگہ ز این امر ناچار باش

معنی: تو جب تک خودی میں ہے اور تیرے ظاہری
ہوش و حواس سالم ہیں تب تک احکام الہی کر پابندی سے



ایک گھڑی بھی غفلت نہ کر، لیکن جب بیخود ہو جائے تو پھر تجھ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

۲۴۳ عام شاغل این نماز اند۔ عاشقان دائم بذات باخودی و بر خودی دارد فرق بسیار باش

معنی: عام آدمی اس نماز میں مشغول ہیں، اور عاشق راتوں کی راتیں ذات حق کے مشاہدہ میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ خودی اور بر خودی کا کرشمہ ہے اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

۲۴۵ این ندانی عاشقان از شرع بیرون میروند همچون آن کس نیست ثابت قدم عشق آثار باش

معنی: تو یہ خیال نہ کر کہ عاشق شریعت کے دائرہ سے باہر ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ راہ عشق میں وہی لوگ سب سے زیادہ ثابت قدم ہیں۔

۲۴۶ دع نفسک و تعال است این نماز عاشقان در قیام و قعود علی جنوبہم با یار باش

معنی: اپنے وجود کو ترک کر کے ہمارے حضور میں حاضر ہو جا، یہ عاشق کی نماز ہے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور لیٹتے سوتے قیام و قعود میں رہتے ہیں۔

حالات بیخودی

سچل سرمست کا کلام سراپا الہام، محبت و الفت، عشق و سوز، درد و گداز، کیف و حال، جذب و جلال،



موج و مستی کے فلسفہ کا ایک بھرپور گنجینہ ہے جو بیخودی، وجد، جذب و سرمستی کے عالم میں کہا گیا ہے۔ اس عالم میں آپ کے سرمبارک کے لمبے اور لٹکتے ہوئے بال سیدھے ہو کر کہڑے ہو جاتے اور آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو جاتا تھا۔ اس حال میں اشعار کی آمد اس کثرت سے ہوتی گویا ایک دریائے امواج ہے جو امڈا چلا آرہا ہے۔ اس وقت جو طالب اور کاتب موجود ہوتے وہ انکا کلام قلمبند کر لیتے اگر کوئی لفظ یا مصرع ان کے سمجھ میں نہ آتا تو وہ سچل سر مست کے ہوش میں آجائے کے بعد اس کے بارے میں ان سے دریافت کرتے تھے مگر سرمست کے طرف سے انکو یہ جواب ملتا کہ ”کہنے والے نے کہا ہے مجھے کچھ بھے معلوم نہیں ہے۔“

[الہامی کلام]

شعر از دیوان آشکار

زہد تقویٰ معبود شد چون عشق مارا رخ نمود

می شود زو بیخودی ماند کجا سجده سجود

معنوا۔ جب عشق نمودار ہوا میری تقویٰ طاعت ختم

ہو گئی مجھ پر بیخودی کا حال طاری ہوا۔ پھر سجده سجود کہاں رہا۔

خیرپور ریاست کے حکام کے ساتھ تعلقات

میر سہراب خان ٹالپور والی ریاست خیرپور کے پاس ایک ہندو ملازم تھا۔ اس نے خزانہ سے کچھ رقم خرد برد کی





تھی اس لئے اسکو حوالہ زندان کیا گیا۔ ہندو کا ایک عزیز
مخدوم فضل القادر سجادہ نشین جھوک شریف ضلع حیدرآباد
کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ہمارے آدمی کو زندان سے
نجات دلوادو۔ مخدوم صاحب نے خواجہ عبدالحق کے نام خط
تحریر کیا کہ ہمارے آدمی کو رہا کرادو۔ خواجہ عبدالحق
نے سچل سرمست کو میر صاحب کے پاس مذکورہ آدمی
کو رہا کرنے کے لئے بھیجا۔ جب سچل سرمست میر صاحب
کے دربار میں گئے تو اسکے آدمی ایک بندوق کی تعریف
کر رہے تھے کہ اس سے شیر مارا جاتا ہے۔ چنانچہ سچل سرمست
نے کہا کہ شیر کو کون مار سکتا ہے؟ اس مرحلہ پر وجد
طاری ہوا اور خود شیر بن گئے، تمام درباری خوف و ڈر سے
بھاگ گئے۔ تھوڑی مدت کے بعد سچل سرمست انسان کی
اصل صورت میں آگئے۔ میر صاحب نے حضرت سچل سرمست
سے معذرت کی اور مازم کو واپس کر دیا۔ آپکی کرامات
سے متاثر ہو کر ہمیشہ کیلئے مرید بن گئے اور بہت سی
جاگیر بطور نذرانہ دے دی۔

سچل سرمست منصور ثانی

سچل سرمست اس بیخودی، وجد و حال، جوش و
سرمستی کے عالم میں انا الحق پکار اٹھتے۔ آپ کی فارسی
تصنیفات ”دیوان آشکار“ میں اس مضمون بہت کے سے اشعار
ملنے ہیں۔





۱۔ ہر کجاہم جا بجائیم۔ من خدا یم من خدا
تاچہ شد پوشیدہ ام۔ از درد این خاکہ قبا

معنی۔ میں ہر جگہ ہوں، جا بجاء ہوں، میں خدا ہوں،
میں خدا ہوں اس سے کیا ہوتا ہے کہ میں نے درد کے سبب
سے یہ خاکہ جامہ پہن رکھا ہے۔

۲۔ اگر تم اثبات کو جانو۔ نہ ہرگز تم گدا ہوگا
یقین کر، نہ گدا گر ہو۔ لیکن خود خدا ہوگا
ہو الاول۔ ہو الآخر۔ ہو الظاہر۔ ہو الباطن
یہاں وہی۔ وہاں وہی۔ سچل کہہ تم کجا ہوگا

اردو شعر میں جو نازک خیالی دکھائی گئی ہے وہ
قابل قدر ہے۔

سرمست نے جب منصوری نعرہ بلند کیا تو علماء نے
انکو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ اور سرمست کے پاس آئے اور
انکو تنبیہ کرنے لگے کہ تم یہ کفر کیوں بکتے ہو۔ سرمست
نے ان سے پوچھا تو اس جرم کی کیا سزا ہے؟ علماء نے کہا
اس جرم کی سزا قتل ہے۔ سرمست نے علماء سے کہا کہ
جس وقت آپ میری زبان سے انا الحق کا نعرہ پھر سنیں اس
وقت مجھے فوراً قتل کر دیں۔ اس اثنا میں ان پر وجد اور
بیخودی کا حال طاری ہو گیا اور انکے زبان سے انا الحق
نکلنے لگا۔ اسلئے علماء نے ان پر تلوار کے کئی وار کئے،
لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ جب حال کی کیفیت باقی





نہ رہی تو علماء نے انکو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرمست نے فرمایا کہ ”یہ نعرہ میں نہیں لگاتا بلکہ وہ ذات باری ہی لگاتی ہے۔ آپکا اس موضوع پر ایک سندھی میں کلام ہے:

حق انا الحق ٹی چیو۔ پر منجھ نظر منصور ہو
منجھ شریعت شرک چون۔ منجھ معرفت منظور ہو

معنی: حق تعالیٰ خود فرماتا تھا کہ میں حق ہوں، لیکن بظاہر شکل منصور کی تھی۔ شریعت کے نقطہ نظر سے یہ شرک تھا، لیکن معرفت کے نقطہ نظر سے یہ بات بالکل صحیح تھی۔

کافی اردو (وحدت الوجود)

ترجیح بند: اگر اس بات کو جانو۔ نہ ہرگز تم گدا ہوگا
یقین کر، نا گداگر ہو۔ لیکن خود خدا ہوگا

۱۔ فنا کی بات باطل ہے۔ اگر پوچھو سچ ہم سے
بقا باللہ ہمیشہ تو۔ خدا تا، نا فنا ہوگا

۲۔ نہیں دیدار اور دیگر۔ نہیں ہے جا دیکھنے کی
نظر کی جا تم ہی ہو۔ بیس تا خود لقا ہوگا

۳۔ زمیں پر کیا فلک پر کیا۔ کیا پر عرش کرسی پر
دروں بیرون ہم اندر۔ تو کلی جا بجا ہوگا

۴۔ ہو الاول ہو الاخر۔ ہو الظاہر ہو الباطن
یہاں وہی وہاں وہی۔ ”سچل“ کہہ تم کجا ہوگا۔





اس سرمست نے ”ہم اوست“ کے موضوع پر اتنا جوش و جلال جذب و جولان اور موج و مستی دکھائی ہے کہ کسی اور شاعر کو اتنی جرأت و ہمت نہیں ہوتی۔ واضح طور معلوم ہوتا ہے کہ عالم الغیب نے اپنے مخفی اور پوشیدہ اسرار و رموز سے اپنی مخلوقات کو آگاہ کرنے کے لئے اس مرد مجاہد اور رند بیباک کو اپنی خاص سند و سرٹیفکیٹ عطا فرما کر اس زمین پر بھیجا ہے جس نے و ما علینا الا البلاغ والا پیغام ڈنکے کی چوٹ پر خالق کی مخلوق کو سنایا ہے۔ یہ صرف اس سرمست الستی، عاشق ازلی قادر الکلام کا کلام ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:

ما کفر نمی گویم این سخن ہم راست است
آنکس کہ بود کافر زین معنی شد منکر

معنی: میں کفر نہیں بکتا ہوں یہ بات بالکل سچ ہے، جو اس بات سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔

سچل سرمست شاعر ہفت زبان

کہا جاتا ہے کہ سچل سرمست کا کلام نو لاکھ چھتیس ہزار چھ سو چھتیس اشعار پر مشتمل ہے جو سات زبانوں عربی، فارسی، اردو، ہندی، پنجابی، سرائیکی اور سندھی میں کہا گیا ہے۔ اس بنا پر آپ کو شاعر ہفت زبان کہا جاتا ہے۔ کسی شاعر کا اپنی مادری زبان میں جزوی طور پر اشعار کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ قابل قدر شاعر





وہ ہے جسے غیر زبان پر بھی عبور حاصل ہو۔ آپکا سندھی۔
سرائیکی اور اردو شعر میں تخلص سچو۔ سچل۔ سچیڈنہ ہے،
لیکن فارسی زبان میں آپکا تخلص ”آشکار اور خدائی“ ہے۔

سچل سرمست عاشق رسول اللہ

سچل سرمست حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
کا عاشق صادق ہے۔ آپکے تصنیفات سے حسب ذیل چند
اشعار اس موضوع کے متعلق پیش کئے جا رہے ہیں۔

از دیوان آشکار

- ۱۔ ہمیں گویند کہ بدراہ باشد۔ نہ بدراہ است لیکن شاہ باشد
 - ۲۔ شکایت کئی کنی ای پارسا۔ آن عاشق رسول اللہ باشد
 - ۳۔ اگر پر عیب ہم بدراہ باشم۔ یقین دانی کہ او ہمراہ باشد
 - ۴۔ نمی دارم بجز عشقش بدل هیچ۔ این عالم خدا آگاہ باشد
 - ۵۔ بآں عالی جنابش ”آشکارا“۔ یکی از سگ همان در گاہ باشد
- معنی: سچل سرمست فرماتا ہے کہ میرے متعلق لو گے
کہتے ہیں کہ یہ بدراہ ہے، لیکن میں بدراہ نہیں ہوں شاہ ہوں۔
اے زاہد تم میرے لئے کیوں شکایت کرتے ہو، میں تو عاشق
رسول اللہ ہوں۔ اگر میں پر عیب اور بدکار ہوں مگر یقین
کرنا کہ حضرت رسول اللہ میرے مددگار ہیں۔ میرے دل
میں آپکے عشق کے بغیر کچھ نہیں، اس بات کا خدا گواہ ہے۔
”آشکار“ رسالتاب کے دروازے کا ایک کتا ہے۔



کلام دیگر از دیوان آشکار

- ۱۔ یک روز بودم من بخدمت مصطفیٰ۔ سروری کونین این خیر الوری
 - ۲۔ این چنین فرمود مارا از کرم۔ جز برخصمت پیر عبدالحق مہا
 - ۳۔ از گروہ۔ خاص اورا کردہ ام۔ جلوہ فیضش بود جا بجا
 - ۴۔ شان شوکت پیرما بالاترست۔ همچو او کس نیست در عالم علا
 - ۵۔ ”آشکارا“ خاک پاء پیر باش۔ تا شوی از دوستیش بادشا
- معنی: ایک دن میں حضرت محمد مصطفیٰ سرور کونین کے حضور میں حاضر ہوا، اپنے از راہ کرم فرمایا کہ تم اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر مت آیا کرو، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچل سرمست کے مرشد کے متعلق فرمایا کہ میں نے اسکو اپنے خاص گروہ میں شامل کیا ہے اور اسکے فیض کا جلوہ جا بجا ہے۔ (یہ الفاظ سننے کے بعد سچل سرمست کہتا ہے کہ) میرے پیر کا مرتبہ عظیم الشان ہے اور اسکے مد مقابل دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اے ”آشکار“ تو اپنے پیر کے پاؤں کی خاک بن جا، تو اسکی صحبت اور دوستی سے بادشاہ بن جائے۔

ذمت (سراڈکی)

کل نبیان دا سرتاج محمد۔ بحر عرف امواج محمد
 قاب سوسین او ادنیٰ۔ شرف شب معراج محمد
 امت تیری کیوں غم کھاوے۔ جس دی تیکوں لاج محمد
 ”سچل“ کوں غم کھیا۔ کیتا لا یتحتاج محمد

اسکے علاوہ آپنے جو اپنی تصنیف مثنوی و صلت نامہ
من تعریف و توصیف کی ہے اسکے چند منتخب اشعار پیش
کئے جاتے ہیں:

از مثنوی و صلت نامہ

۱۔ من رانی گفت آخر مصطفیٰ چند باشی در حجاب اے بیوفا
معنوا۔ حضور اکرم نے من رانی فرمایا ہے۔ بھر اے
بیوفا تم کب تک حجاب میں رہیگا۔

۲۔ از رموز۔ سر حق آگہ نئی۔ لاجرم کوری و مرد۔ رہ نئی
معنی: تم اسرار الہی سے واقف نہیں ہے۔ اور اس لئے
اندھا اور اس راستے سے نا آشنا ہے۔

۳۔ مصطفیٰ آمد دریں رہ بان نشان۔ ہر زمان از راہ دادہ صد نشان
معنی۔ مصطفیٰ اس راہ سے بالکل باخبر ہیں۔ اور
ہر وقت اسکی تمام خبریں دیتے رہتے ہیں۔

۴۔ مصطفیٰ آمد درین رہ نور پاک۔ جملہ ظلمات را کردہ ہلاک
معنی۔ مصطفیٰ اس راہ میں پاکیزہ نور ہیں۔ جس نے
تمام تاریکوں کو ختم کر دیا۔

۵۔ مصطفیٰ آمد دریں رہ پیر راہ۔ دامن اور گیر تا گردی تو شاہ
معنی: مصطفیٰ اس راہ میں حقیقی مرشد ہیں۔ تو انکا
دامن تھام لیگا تو بادشاہ ہو جائیگا۔

۶۔ مصطفیٰ آمد درین راہ راز دان۔ دیدہ خود را بہ معنی باز دان
معنی: محمد مصطفیٰ اس راہ کے اسرار و رموز سے آگاہ
ہیں، تو بصیرت کی آنکھیں کھول کر اس حقیقت کو سمجھ لے۔



۷۔ مصطفیٰ آمد دریں راه ذات حق۔ از دو عالم برده در معنی سبق

معنی: محمد مصطفیٰ اس راہ میں راز الہی ہیں۔ اور

در حقیقت دونوں جہان سے آگے ہیں۔

۸۔ مصطفیٰ را حق بدان و حق بیہیں۔ تاشوی تو شیر راہ مرد دوز

معنی: محمد مصطفیٰ کو حق دیکھ، اور حق جان،

تا کہ تو حق کی راہ میں شیر مرد بن جائے۔

۹۔ مصطفیٰ را حق بیہیں و حق بدان۔ تاشوی در ہر دو عالم بانیشان

معنی: محمد مصطفیٰ کو حق دیکھ، اور حق جان، تا کہ

تو دنیا و عقبی میں سرخرو و سرفراز ہو۔

۱۰۔ مصطفیٰ حق بود و حق بود مصطفیٰ۔

بشنو این معنی تو پاک اے باصفا

معنی: محمد مصطفیٰ حق ہے اور حق مصطفیٰ ہے۔ اے پاک

باطن تو اس حقیقت کو اچھی طرح سے سن اور سمجھ۔ یعنی

اللہ اور محمد مصطفیٰ ایک ہے۔

۱۱۔ مصطفیٰ را نور حق میدان یقین۔ تا رسی در قرب رب العالمین

معنی: محمد مصطفیٰ کو اللہ کا نور سمجھ اور اس

پر یقین کر تا کہ تو پروردگار عالم کا قرب حاصل کر سکے۔

۱۲۔ سرخود با انبیا گفتہ تمام۔ بر محمد ختم کردہ والسلام

معنی: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اپنا راز بتایا ہے۔





اور حضور پر نور کی ذات با برکات پر تمام اسرار منکشف کر کے اس معاملہ کو ختم کر دیا۔

نوٹ: حدیث شریف میں آیا ہے ”من رانی فقد راع الحق“ جس نے مجھے دیکھا گویا اللہ کو دیکھا۔

عشق - حبیب

(از مثنوی وحدت نامہ)

۱۔ بادشاہ من توئی من بندہ ام - اندریں بدکاری شرمندہ ام
رحم فرما بر من - مسکین تو - دہ دلم را یا نبی تسکین تو
آمد م عاجز بدر تو شرمسار - کردہ ام عصیان بیحد بیشمار
معنی: آپ میرے بادشاہ ہیں اور میں آپکا غلام ہوں،
میں اپنی بدکاری پر شرمسار ہوں۔ یا رسول اللہ مجھ پر رحم
فرما اور میری دل کو تسکین عطا فرما۔ میں آپکے دروازے پر
سراپا ندامت و انکسار بن کر حاضر ہوا ہوں، کیونکہ میں بڑا
گنہگار ہوں۔

۶۲۔ این گدا بر درت امیدوار - بخش دیدارم مرا اے شہسوار
نالہ بشنو یا شفیع المذنبین - وے تو باشی رحمت للعالمین
اے توئی سردار سرور کائنات - مظہر خاص توئی اندر صفات

معنی: یہ گدا آپکے دروازے پر امیدوار ہو کر حاضر
ہوا ہے، اے شہسوار مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا فرما۔
اے شفیع المذنبین مہری فریاد سن - آپ رحمت للعالمین ہیں۔





آپ اس کائنات کا سردار اور بادشاہ ہیں۔ آپ اپنی صفات میں اللہ کی ذات کے مظہر خاص ہیں۔

۶۳۔ در دو عالم شاہ شاہان توئی۔ در مظاہر خاص انسان توئی
از احد احمد تو گشتی آشکار ذات پاک ہستی بگویم بار بار
من ز کار بد پشیمانم بسے۔ بنگری عالم پریشانم بسی
معنی: آپ دونوں جہان کے شہنشاہ ہیں۔ آپ اللہ کے
مظاہر میں خصوصی حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ احد سے احمد
کی صورت میں آشکار ہوئے ہیں۔ میں بار بار اقرار
کرتا ہوں کہ آپکی ذات پاک ہے۔ میں اپنی معصیت پر بہت
پشیمان ہوں۔ اور آپ میرا پریشان حال دیکھ رہے ہیں۔

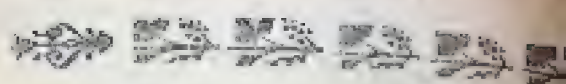
۶۴۔ جز حمایت تو مرا کس یار نیست
ہمچو من اندر جہان بد کار نیست
کردہ ام از جرمہا روئے سیاہ۔ تو بیمارزی کن عفو گناہ
جملہ عالم تا مرا بد کردہ است

معنی: آپکے سوا میرا کوئی مددگار نہیں، اور مجھ
جیسا دنیا میں کوئی خطا کار نہیں ہے۔ میں اپنے گناہوں کے
وجہ سے رو سیاہ ہو چکا ہوں، ساری دنیا مجھے برا کہہ رہی ہے
آپ اپنے عفو و کرم سے مجھے بخشدیجئے۔

از غزل بھر طویل

۲۳۰۔ وقت آخر با شفیع المذنبین در پیش حق
سرخرو از عمل خود چوں گل گلاب انار باش





معنی: تو اپنے اس عمل کی وجہ سے زندگی کے آخری لمحات میں جب حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش ہو گا تو سرخرو ہو گا۔

۲۵۱ حمد للہ درجہ عاشق عطا کردہ رسول

گفت جز محبت دگر برباد زان بےزار باش
معنی: اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بارگاہ رسول مقبول سے عاشقی کا منصب عطا ہوا ہے، اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ محبت کے سوا ہر چیز ہیچ سمجھو۔

عشق حبیب

(چند اشعار از مثنوی رازنامہ)

۱۔ مصطفیٰ راہ ہدایت آمدہ - مرتضیٰ گنج عنایت آمدہ

معنی: مصطفیٰ راہ ہدایت ہیں۔ مرتضیٰ مہربانیوں کا خزانہ ہیں

۲۔ مصطفیٰ شد پیشوائے انبیا - مرتضیٰ سلطان شد ہر اولیا

معنی: مصطفیٰ انبیا کا امام ہیں۔ مرتضیٰ اولیا کا سلطان ہیں۔

۳۔ مصطفیٰ و مرتضیٰ را یک ہیں - احد احمد یک بود ہمیشک ہمیں

معنی: مصطفیٰ اور مرتضیٰ کو ایک جان۔ احد اور احمد کو ایک جان۔

۴۔ عاشق بر اسم محمد مصطفیٰ - بر دلم جاگیر نام مرتضیٰ

میں تو محمد مصطفیٰ کے نام کا عاشق ہوں۔ میری دل پر مرتضیٰ کا نام نقش ہے۔





۵۔ لطف بر ما کرد سید المرسلین۔ کرد مارا از گروه عاشقین

معنی: سید المرسلین نے ہم پر مہربانی کی۔ کہ مسکون عاشقوں کے گروہ میں شامل کر لیا۔

۶۔ از محمد این مرا ارشاد شد۔ جز محبت هر دگر برباد شد

معنی: محمد مصطفیٰ نے مجھے یہ سبق دیا ہے کہ محبت کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔

۷۔ از سر وحدت مارا آگاہ کرد۔ من گدا بودم ولی شاه کرد

معنی: اپنے مجھے توحید کے راز سے آگاہ کیا ہے، اس طرح مجھے فقیر کو بادشاہ بنایا۔

۸۔ بر من مسکین توجہ کرده اند۔ غیر حق خود را مداں فرمود اند

معنی: مجھے غریب پر توجہ کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تم اپنے کو غیر حق نہ سمجھو، یعنی تم حق ہو۔

آپ مثنوی راز نامہ متعلق فرماتے ہیں:

۱۔ صاحب احوال بینند این کتاب۔ تاکہ از توحید مے نوشد شراب

معنی: صاحب حال ہی اس کتاب کو دیکھ سکتا ہے تو، توحید کی شراب سے سرشار ہو جائے۔

۲۔ نیست آگہ زین کتاب عام را۔ پختہ دانند نے خبر خام را

معنی: عام آدمی اس کتاب سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتا دانا اسکو جان سکتے ہیں، نادان کو کیا خبر۔

۳۔ قسم ذات پاک اورا اے پسر۔ نام این صاحب حال خواند نے دگر

معنی: میرے بیٹے اللہ کی قسم۔ صاحب حال کے سوا یہ نام کوئی نہیں پڑھ سکتا۔





۱۶۔ اس کتاب کردہ ام از عشق پر۔ اندرونش ہست پیدا صد گوہر
معنی: میں نے اس کتاب کو عشق سے بھر دیا ہے۔ اس میں
سیکڑوں موتی درخشندہ ہیں۔

یہ ہی رند عاشق بار بار فرماتا ہے کہ میرا کلام خاص
کیلئے ہے، خام آدمی کو میرے کلام کی کیا خبر؟

چند اشعار از دیوان آشکار

۱۔ ای بجز دروازہ احمد راہ نیست۔ گر نمی دانی دلت آگاہ نیست

معنی: محمد مصطفیٰ کے دروازے کے سوا کوئی راستہ
نہیں ہے۔ اگو تم یہ نہیں جانتا تو تیری دل آگاہ نہیں ہے۔

۲۔ آنکہ در احد احمد دانست فرق۔ درجہ اورا فنا فی اللہ نیست

معنی: جو اللہ اور محمد صلعم میں فرق کرتا ہے۔
وہ فنا فی اللہ کے درجہ پر نہیں پہنچا۔

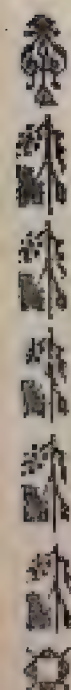
عشق حبیب

قاضی علی اکبر بتخلص غلام اکبر

کافی

ترجیح بند: مجھے تو جام اے ساقی۔ پلا دو یا رسول اللہ
دئی کا بیچ سے پردہ۔ اڑا دو یا رسول اللہ

۱۔ کرو تم صاف دل مہری۔ دئی غیر و سیاہی سے
اسی میں نور تو اپنا۔ بسادو یا رسول اللہ



۲۔ مجھے مخمور کرو ایسا۔ رہے نا یاد جسم اپنا

ہمراہ صدمت محبت میں۔ بنادو یا رسول اللہ

۳۔ رگ رگ سے ہوئے جاری۔ مجھے آواز ہو۔ ہو۔ ہو۔

تَن مِیں تار تو اپنی ۔ لگا دو یا رسول اللہ

۱۴۔ ”غلام اکبر“ پر ایسی کرو شہققت شہمنشاہا

رخ - منور مجھے اپنا - دکھا دو یا رسول اللہ

مہرچل سوہیت عاشق بقا باللہ

طریقت کی چہار حسب ذیل منزلیں ہیں:

(١) فنا في الشيخ (٢) فنا في الرسول (٣) فنا في الله

(۱۴) یَقَا يَا لَلهِ.

یعنی: (۱) مرشد میں گم ہو جانا (۲) رسول میں گم

ہوجانا (۳) اللہ میں گم ہوجانا (۴) خود اللہ بنجانا۔

یہ رند بیباک اور عاشق صادق بقا باللہ کی اعلیٰ

ترین منزل پر فائز تھے۔ آپ نے فرمایا ہے:

نوري ناري ناهيان - آهيان رب جبار

معنی: میں نہ نوری ہوں اور نہ ناری ہوں۔ یعنی میں

نہ نور سے پیدا ہوا ہوں اور نہ آگ سے پیدا ہوا ہوں بلکہ

میں خود خدا ہوں۔ دیگر شعرا زیادہ سے زیادہ فنا فی اللہ کی

منزل تک رسائی رکھتے ہیں۔ بقا باللہ کسی منزل سے پہلے کو

نصیب نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء“

معنی: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے۔

عاشق سرمد کا قول ہے:

”این دولت سرمد ہم کس را ندهند“

یعنی: اے سرمد یہ ولایت سبکو نہیں بخشی جاتی، یہ اللہ پاک کے جذبہ جلال میں سے ایک پاک اور خاص نعمت ہے جو صرف ان صاحب حال عاشق کو نصیب ہوتی ہے جو مرد مجاہد جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار پر سے نقاب ہٹاتے ہیں، نقاب ہٹانا اور پردہ اتارنا عام آدمیوں کا کام نہیں ہے۔ اس اقلیم سخن کے تاجدار شاعر کا سندھی زبان میں ایک شعر ہے۔

ناہین میسر ملکن۔ ایہا امانت عشق جی

یعنی عشق کی امانت جو سچل کو ودیعت ہوئی ہے وہ فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے شاعری میں ایک خاص اور اعلیٰ ترین مقام کے علاوہ یہ رند بیباک درجہ ولایت میں بھی اعلیٰ ترین منزل پر فائز ہے۔

سندھ کے وہ ادیب جنہیں فقیرانہ مسلک کی کچھ خبر نہیں ہے۔ اس رند ازلی کے مرتبہ کو کیا پہچانیں گے انکی آنکھیں تو ظاہر بین ہیں وہ حقیقت کی تم تک نہیں پہنچ سکتے اسلئے اس بقا باللہ عاشق کے طرف توجہ نہیں ہے۔



سچل سرمست شہنشاہ عشق

سچل سرمست فرماتے ہیں:

مارا نصیب است عشق و مستی۔ اے زاہد با تو باد ہستی
معنی: اے زاہد مجھے تو عشق و مستی عطا ہوئی ہے۔
اور تجھے غرور زہد۔

سرمست سرا پا عشق تھا۔ خداوند ودود نے انکو
محی العشق بنا کے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ جس نے آکر عشق
کو زندہ کیا۔ اپنے جتنی عشق اور درد کی تعریف و توصیف
کی ہے کسی اور شاعر کو اسکی توفیق ہی نہیں ہو سکتی،
آپکی تصنیفات میں سے ”مثنوی عشق نامہ“ اور ”مثنوی
درد نامہ“ عشق اور درد کی حمد و ثنا کیلئے مخصوص ہیں۔
اسکے علاوہ ”مثنوی وصلت نامہ“ اور ”مثنوی وحدت نامہ“
میں جو عشق کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے چند اشعار
حسب ذیل پیش کئے جاتے ہیں:

از مثنوی وصلت نامہ

۱۔ عشق مارا اندرین رہ در کشود

حاصل ما خود درین رہ عشق بود

معنی: اس معاملہ میں عشق نے ہمارے اوپر اپنے دروازے
کھول دیئے ہیں۔ دراصل ہمارا مقصود بھی عشق تھا۔





۲۔ عشق سر حق بما پیدا نمود۔ کار ما از عشق حق زیبا نمود
معنی: عشق نے ہم پر اسرار الہی منکشف کر دیئے۔ اور
اور عشق الہی سے میرا کام بہتر ہو گیا۔

۳۔ عشق آمد در دل ما بار زد۔ آتش اندر خرقہ و زنار زد
معنی: جب عشق نے آکر ہماری دل میں ڈیرا ڈال دیا
تو خرقہ و زنار کو آگ لگادی۔

۴۔ عشق آمد سالکان حیران شدند۔
در سلوک خویش سرگردان شدند

معنی: جب عشق آیا تو سالک حیرت میں پڑ گئے
اور اپنے ہی سلوک میں حیران و سرگردان رہ گئے۔
۵۔ عشق آمد "کنت کنزاً" شد عیان۔

میکند عشق این سخنها را بیان

معنی: جب عشق آیا تو "کنت کنزاً مخفیاً" کا
راز بے نقاب ہو گیا۔ عشق نے تمام اسرار منکشف کر دیئے۔

۶۔ عشق آمد "لی مع اللہ" اے پسر۔ من ترا از سر حق دادم خبر
معنی: میرے بیٹے! "عشق لی مع اللہ" ہے۔ اور یہ
خدائی راز ہے جو میں نے تجھے بتایا ہے۔

"لو مع اللہ وقت لا یسعنی فید ملک مقرب ولا نبی مکرم"
یہ حدیث شریف ہے جسکی معنی ہے کہ میرے لئے
اللہ تعالیٰ کیساتھ ایک وقت ایسا معین ہے، جس میں نہ تو
کسی ملک مقرب کی گنجائش ہے، اور نہ کسی برگزیدہ
پیغمبر کی۔





۷۔ عشق ”سبحانی“ زدہ ہر دم عیاں۔ ایک اس را دیدہء باید نہاں
معنی: عشق ہر وقت ”سبحانی ما اعظم شانی“ کی
نعرہ لگاتا ہے۔ لیکن اس بات کو سمجھنے کیلئے دل کی
بصیرت چاہئے۔

۸۔ عشق آمد عارفان معو آمدند۔ در رہ عشاقان معو آمدند
معنی: عشق کے آتے ہی اہل معرفت استغراق کر عالم
میں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر راہ عشق سے ہوشیار ہو جاتے ہیں۔
۹۔ عشق آمد ”فاذ کرونی“ خود شدند۔
در تفکر ہر زمان از خود شدند

معنی: جسکی دل میں عشق پیدا ہوا وہ خود ہی
”فاذ کرونی از کر کم“ بن گیا اور فکر میں اس قدر معو
ہوا کہ اپنی ہستی ہی گو بھلا دیا۔

۱۰۔ عشق چون رمز انا الحق نمود۔ این زیانہا جملہ عین سود بود
معنی: عشق نے جب انا الحق کا راز فاش کیا تو یہ
تمام نقصانات نفع میں بدل گئے۔

۱۱۔ عشق چون مشاط عشاق شد۔ صد ہزاراں دل ازو مشتاق شد
معنی: عشق نے جب عشاق کو زیب و زینت عطا کی
تو اس سے لاکھوں دلوں کے اندر اشتیاق پیدا ہو گیا۔

سبحانی ما اعظم شانی۔ یہ بایزید بسطامی کا نعرہ ہے معنی
میری ذات کتنی پاک ہے اور میری شان کتنی بلند ہے۔
فاذ کرونی از کر کم۔ یہ قرآن پاک کی آیت ہے معنی تم
مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں۔





۱۲۔ چند گویم ہرچہ بینی در جہاں۔ سر بسر اے جان! تو آنرا عشق دان
معنی: میرے دوست! تجھے میں کہاں تک بتاؤں۔
دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے اسے عشق ہی سمجھ۔
سبحان اللہ اعلیٰ مراتب شاعر و عاشق۔

عشق اور عقل (از وصلت نامہ)

نوٹ:۔ یہ مثنوی وصلت نامہ پڑھنے کے قابل ہے۔

۱۔ عقل باشد غافلان را رہنما۔ عشق باشد عاشقان را پیشوا
معنی: عقل غفلوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ اور عشق
عشاق کا امام ہے۔

۲۔ عقل آنجا پردہ دار رہ شدہ۔ عشق آنجا راز دار شہہ شدہ
معنی: عقل سالک اور منزل کے درمیان پردہ ہے۔
اور عشق شہنشاہ حقیقی کا راز دار ہے۔

۳۔ عقل اندر ناتمامی باز ماند۔ عشق اندر کاروانے پیش راند
معنی: عقل ناقص ہونیکے بنا پر منزل تک نہیں پہنچ
سکی۔ اور عشق اپنا قافلہ آگے لیجا رہا ہے۔

۴۔ عقل از تکلیف حق کامل شدہ است

عشق از تشریف حق قابل شدہ است

معنی: عقل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پابندیاں
عائد کی گئی ہیں انکے وجہ سے اسے کمال حاصل ہوا ہے
اور عشق کو اللہ تعالیٰ نے خود ہی شروع سے عزت و
عظمت بخشی ہے۔





۵۔ جوہر عشق است بہر لامکان۔ جوہر عقل است فعل این جہاں
 معنی: عشق کا جوہر لامکان کیلئے ہے۔ اور عقل کا
 جوہر اس دنیا کیلئے ہے۔
 اس واسطے عشق نام پڑھنا ضروری ہے۔

چند ابیات در تعریف عشق

(از مثنوی وحدت نام)

۱۴۹۔ عشق تا سر چون بر آرد۔ اشک از دیدہ بیارد
 زو بنا موس نیارد۔ ہیچ جائے نگذارد
 دانہ سبح نہ شمارد۔ در رہ حق بسپارد

معنی: جب عشق ظاہر ہوتا ہے تو آنکھوں سے آنسو
 بہا دیتا ہے۔ نہ عزت کا خیال کرتا ہے اور نہ ہی کوئی
 گنجائش چھوڑتا ہے۔ عشق تسبیح پھیرنا نہیں سکھاتا۔
 بلکہ حق کی راہ میں جان قربان کرنے کیلئے تعلیم
 دیتا ہے۔

۵۔ عشق دارد دو نشانی۔ میکند این تن فانی
 پس بقا باقی مانی۔ این اشارت من رانی
 از حدیثات بخوانی۔ از پیغمبر سر دانی

معنی: عشق کی دو نشانیاں ہیں، پہلی یہ کہ جسم
 کو فنا کر دیتا ہے اور دوسری یہ کہ پھر ابدی زندگی
 بخش دیتا ہے۔ یہ من رانی کا اشارہ ہے اور تو حدیث نبوی
 سے بھی اسکی تصدیق کر سکتا ہے۔ دراصل یہ ایک پیغمبری





راز ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”من رانی فقد ر اللہ“
معنی: جس نے رسول خدا کو دیکھا، اس نے گویا اللہ کو دیکھا۔

۵۲۔ عشق دو کار بداند۔ اول از خود برہاند
سر بشمشیر براند۔ جز خدا هیچ نماند
بس بہ محبوب رساند۔ غیر خیالات براند

معنی: عشق دو کام کرتا ہے۔ پہلا یہ کہ اپنے آپ
سے رہائی دلاتا ہے دوسرا یہ کہ تلوار سے سر کاٹ دیتا ہے
حتیٰ کہ اللہ کی ذات کے سوائے اور کوئی چیز باقی
نہیں رہتی۔ اس کے بعد محبوب سے ملا دیتا ہے اور دیگر
تمام خیالات کو دل سے نکال دیتا ہے۔

۵۳۔ عشق اعلیٰ است امانت۔ اندراں مستی و حالت
بود این راہ ہدایت۔ بکشد سر بملامت
ہست آن وہب و عنایت۔ اندر آن نیست ضلالت

معنی: عشق ایک بہت ہی بڑی امانت ہے۔ اس میں
مستی و حال ہے اور یہی راہ ہدایت ہے۔ یہ خدا کی دین اور
اسکا کرم ہے نہ کہ گمراہی۔

۵۴۔ عشق دریائی ہائل۔ کہ نمیدارد ساحل
غرق سازد ہم محل۔ زو گذشتن بس مشکل
دارد او سخت منازل۔ کند او قتل و مقتل

معنی: عشق ایک ایسا خطرناک اور ناپیدا کنار دریا
ہے جو سب کو غرق کر دیتا ہے۔ اسے عبور کرنا بہت
ہی مشکل ہے۔ اسکی منزلیں بڑی دشوار ہیں۔ جہاں قدم



قدم پر قتل گاہ ہے اور قتل ہوتے رہتے ہیں۔

۵۵- همچو منصور بدائی- تا بیاگر تودائی- شمس زو همت نشانی
گم کند این انسانی- گشت زو سرمد فانی- سهل این راه ندانی

معنی: اگر تجھ میں منصور جیسا حوصلہ ہے تو
 بے دھڑک عشق کے میدان میں کود جا۔ شمس تبریز
 اسی عشق کا زخم خوردہ ہے۔ کیونکہ عشق انسانیت کو
 ختم کر دیتا ہے۔ سرمد کو بھی اس نے ختم کیا تھا۔ اس
 لیئے اسی آسان نہ سمجھنا۔

۵۶- عشق در دل چو در آید در فرحت بکشاید صد سرود سراید
درد و هم هجر فزاید زو غم و سوز بزاید جان و سر جسم بساید

معنی: عشق جب دل میں داخل ہوتا ہے تو خوشی اور مسرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ سیکڑوں راگ اپنا ہے۔ فراق کے وجہ سے درد بڑھتا ہے اور اس سے سوز و غم پیدا ہوتا ہے اور روح و جسم گھٹنے لگتا ہے۔ نوٹ: وحدت نامہ پڑھنے کے قابل ہے۔

از غزل بحر طویل

۲۳۵- درجه عاشق زیاده از هم درجه بدان

محو ذات الماء شود در عاشقان بشمار باش

معنی: تمام درجوں سے عاشق کا درجہ بہت بلند ہے۔
تو اللہ کی ذات میں محو ہو کر عشاق کی صف میں
شامل ہو جا۔





۲۳۴۔ یک رتبی محبت نکو از الفت من دوجہاں
در محبت محو شو۔ فی کبر من آثار باش
معنی: اللہ کے محبت کی ایک رتبی دونوں جہاں کی
الفت کے ایک من پر بھاری ہے۔ لہذا تو اللہ کی محبت
اختیار کر اور اسی میں محو ہو جا۔

۲۴۴۔ رتبہ این فیض و عشق در لک ہزاران یک دو را
ہمچہ آنکس نیست ثابت قدم عشق آثار باش
معنی: عشق کا فیض لاکھوں ہزاروں میں صرف ایک
یا دو کو حاصل ہوتا ہے۔
نوٹ: یہ رند عاشق لاکھوں میں ایک تھے۔

کا فی

ترجیح بند: عشق ہے امام میرا۔ دیگر امام کیا ہے
میخانہ میں ہوا ہوں۔ جرء یا جام کیا ہے

۱۔ میر یار۔ یار میرا۔ اس میں نہیں تفاوت
انت معک انا معی۔ دیگر کلام کیا ہے

۲۔ وہی یسمع وہی یمصر۔ جانو یقین دل سے
ہم خانہ یار ہو جا۔ پٹنا پیغام کیا ہے

۳۔ جس جا ملا تکان نے۔ مجھ کو سلام کیا
کہہ قافیا ہم سوں۔ اس جا سلام کیا ہے

۴۔ تحقیق الحقیقت۔ معلوم ہے اللہ کو
صاحب ”سچل“ ہوا ہے۔ دیگر غلام کیا ہے۔

انت معک انا معی = وہ میرے ساتھ ہے اور میں انکے
ساتھ ہوں۔ وہی یسمع وہی یمصر = سننے والا وہ ہے اور دیکھنے
والا وہ ہے۔ پٹنا = بھیجتا، ہم سوں = مجھے۔



در ثنا حضرت عشق

(چند اشعار از دیوان آشکار)

۱- هر کجا تعریف حسن یار نیست۔ مجلس آن شد ہم مردارہا
معنی: جس محفل میں حسن یار کی تعریف نہ ہو وہ
محفل بیکار ہے۔

۲- جز عشق نبود کار ما از دست شد اختیار ما
از کفر و دین بیزار ما یرسی چه از ما قاضیا
معنی: اے قاضی مجھ سے کیا پوچھا ہے مجھے عشق
کے سوائے کوئی کام نہیں۔ میں دین اور کفر دونوں سے
بیزار ہوں۔

۳- شیخی و پیری بزرگی نیست در کارم مگر
راہ رندی عاشقی بگرفته ام از ابتدا

معنی: میں نے تو شروع ہی سے عاشقی کا راستہ اختیار
کیا ہے۔ مجھے شیخی، پیری اور بزرگی سے کیا کام ہے۔

۴- عشق شاہ است و عقل چون رعیت۔ تاز گیرد از او بزور خراج
معنی: عشق بادشاہ ہے اور عقل رعیت ہے۔ اس لئے
عشق عقل سے بزور ٹیکس وصول کرتا ہے۔

۵- عاشقان باشند در سوز و گداز۔ زاهدان هستند در روز و نماز
معنی: عاشق تو محبوب کی یاد میں سرگردان ہیں۔
اور زاهد روزہ و نماز میں مشغول ہیں۔



۶۔ ما سبق خواندیم از دیوان عشق۔
ہست در ہر دو جہان سلطان عشق
معنی: میں نے تو عشق کے دیوان سے سبق پڑھا ہے۔
عشق ہی دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔

۷۔ در مدرسہ عشق۔ سبق عشق بخواندیم
جز عشق نباشد رخ در ہیچ کتابیم
معنی: میں عشق کے مدرسہ میں عشق کا سبق پڑھا ہے۔
عشق کے سوا کسی کتاب کی طرف میرا رخ بھی
نہیں ہے۔

۸۔ از تقویٰ و از ورع ہم از زہد چہ دانیم
شب و روز مرا کار کہ باچنگ ربانیم
معنی: میں زہد، تقویٰ اور عبادت نہیں جانتا۔ میں تو
دن رات گانے بجانے میں مشغول ہوں۔

۹۔ من مست شرابیم شرابیم شرابیم۔ سلطان جہانیم بنظر خالق خرابیم
معنی: میں مست شرابی ہوں اور دنیا کی نظر میں برا
ہوں لیکن میں جہان کا سلطان ہوں۔

۱۰۔ عشق را دانی کہ باشد نور پاک
ہر کسی را عشق باشد پس چہ باک
معنی: عشق نور پاک ہے۔ عاشق کو پھر کس بات
کا ڈر ہے۔

۱۱۔ گریک قدم عاشق رود محبوب آید صد قدم
ایں حرف را از بزرگان باگوش دل شنیدہ ام





معنی: میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر عاشق ایک
قدم محبوب کی طرف آگے بھرتا ہے تو محبوب ایک
سؤ قدم عاشق کے طرف نزدیک آتا ہے۔

۱۲۔ گذشتہ عمر ما هفتاد و یکم۔ ولی از غمزه عشقش نوجوانم

معنی: میری عمر ۷۱ سال کی ہو گئی ہے۔ لیکن عشق
کے وجہ سے میں نوجوان ہوں۔

۱۳۔ قربان شوی بر آن "آشکارا"۔ آنکس کہ عشق او امامت است

معنی: جس نے عشق کو اپنا امام بنایا ہے۔ اے آشکار
تم اس پر قربان ہو جا۔

در ثنا حضرت عشق

چند اشعار از مثنوی رازناہ

۱۔ عشق ذات حق بدانی ای پسر۔ کئی بغیر درد یابی این خبر

معنی: میرے بیٹے عشق کو ذات حق جان۔ لیکن درد
کے بغیر یہ خبر تجھے معلوم نہیں ہو سکتی۔

۲۔ عشق درگیری فراموش کن سبق۔ تابفرمانت شوند آن نہ طوق

معنی: عشق حاصل کر اور سب باتوں کو بھول جا۔
تاکہ تو طبق تیرے تابع فرمان ہو جائی۔

۳۔ عشق گیری ز شیخی کن گذر۔ رند باشی مست باشی ہی حذر

معنی: شیخی چھوڑ دو اور عشق حاصل کرو۔ ہلا جھجھک
رند اور مست ہو جا۔

۴۔ عشق سلطان است در ہر دو جہاں

می برد او از مکان تا لا مکان



معنی: عشق دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ تجھے زمین سے لا مکان تک لے جائیگا۔

۵۔ نیست کار عشق تا ہر بوالہوس
قدر این را عارفان دانند و بس

معنی: عشق بچوں اور کود کون کا کام نہیں ہے۔
عارفان حق ہی اس کی قدر جان سکتا ہے۔

۶۔ عشق پیراں را جوانی میدہد۔ ناتوان را توانی میدہد

معنی: عشق بوڑھوں کو جوان بنا دیتا ہے۔ ناتوان کو توانائی بخشتا ہے۔

۷۔ او تعالیٰ عشق مارا تحفہ داد۔ در وجودم علم عشاقی نہاد

معنی: اللہ تعالیٰ نے عشق مجھے تحفہ طور عطا کیا ہے۔
اور عشاقی کا علم میرے وجود میں رکھ دیا ہے۔

سرمست روز الست کی جو بھی تصنیفات ہے اس میں
عشق کی بے انتہا تعریف ہے۔ اتنے تعریف لکھنے کی کسی
اور شاعر کو اہلیت ہی نہیں ہو سکتی۔

در ثنا حضرت عشق

(سردار بہادر محمد بخش بٹخالص کوچھی)

کا فی

ترجیح بند: عشقا قسم خدا کی۔ تو ہی امام میرا
دونوں جہان میں تو ہی۔ مطلب تمام میرا





- ۱- تيرے لئڙے اے عشقا۔ در در ميں ٻهر رها هون
- دم دم درازی در ٻڌ۔ سجدا سلام ميرا
- ۲- اقرار ميں السستی۔ هرگز کبھی نہ بھولا
- والله وفا کروں گا۔ ازلي انجام ميرا
- ۳- مدت سے بيوطن هون۔ در در بھڻڪ رها هون
- اب باز لا مڪانم۔ ڪر دے مقام ميرا
- ۴- ڪر دے جسم فنائی۔ هو ذات ميں هڪائي
- وحدت ميں هو ٽهڪانا۔ شاها مدام ميرا
- ۵- اصلي تو تها خدا ميں۔ انسان بنڪے بھولا
- واپس مجھے دلا دو۔ عشقا حڪام ميرا
- ۶- لا ڪهون نر فيض پايا۔ چھوڙو نہ ايڪ بچاره
- مدت سے ڪھه رها هون۔ سن لے ڪلام ميرا
- ۷- ڪوچھي تمھیں مبارڪ مطلب تمام هو ڪيا
- بس هے ڪه يار بولا۔ ڪوچھي غلام ميرا

در ثنا حضرت عشق

(قاضي علي اکبر بڌاخاں غلام اڪبر)

ڪافي

ٺلهه: آيو عشق حضرت۔ سرتيون سرتي ڪاهي
ڪنيون مان خوشيءَ سان۔ سو چشمن تي چائي

- ۱- عشق جي اچڻ سان۔ ڏکيو درد دونھون
- وڻي باھ وڇڙي۔ چوان چا ٻڌائي





۲۔ عشق جي آتش ۾۔ تڪو تاءُ تڃلو

جگر جان جيرو۔ چڏيو جنهن جلائي

۳۔ وئي نند نيشن جي۔ آيو روج راڙو

عقل هوش تنهن دم۔ ويو موڪلائي

۴۔ منهنجو دين ايمان۔ آهي عشق حضرت

سوئي امام منهنجو۔ سوئي الله آهي

۵۔ ”غلام اڪبر“ احقر۔ ڪري عجز آزي

مون سان عشق هر دم۔ ناتو شل نپائي.

سچل سرمست مصنف اعظم

سچل سرمست کي تصنيفات سنڌي اور فارسي ميں حسب ذيل هيں:

سنڌي

۱۔ وحدت نامہ ۲۔ مرغ نامہ ۳۔ قتل نامہ ۴۔ جھولہ

۵۔ گھڑوئي۔ اس کي علاوه سنڌي ڪلام سنڌي ادبي بورڊ

کي طرف سے عثمان علي انصاري نے شايع ڪيا هے اور سرائڪي

و اردو مولوي محمد صادق صاحب نے شايع ڪيا هے. وه ادبي

بورڊ آفيس حيدرآباد سے مل سڪتي هيں.

فارسي

۱۔ ديوان آشڪار۔ يہ ڪتاب پھلي بار سر مير علي مراد خان

ٽالپور والے رياست خيرپور نے شايع ڪي تھی اور دوسري مرتبہ

ديوان وليداس ڏيڻي ڪليڪٽر صاحب شڪارپور نے شايع ڪي تھی





اور تیسری مرتبہ ایم۔ ڈی لالا صاحب نے سچل سرمست اکبرمیں
لاہور کی طرف سے شایع کی ہے۔ ۲۔ مثنوی عشق نامہ
۳۔ مثنوی درد نامہ ۴۔ مثنوی گداز نامہ ۵۔ مثنوی تار نامہ
۶۔ مثنوی وحدت نامہ ۷۔ مثنوی رہبر نامہ ۸۔ مثنوی وصالت نامہ
۹۔ غزل بھر طویل ۱۰۔ مثنوی راہ نامہ۔

اس تصنیفات سے نمبر دو سے نو تک راقم الحروف نے شایع
کرائی ہیں اور نمبر دس زیر طبع ہے۔ اس قادر الکلام شاعر
دیوان آشکار کے علاوہ دیوان خدائی بھی فارسی زبان میں اور
فارسی نثر میں طالبوں کے لیئے تلقین بھی لکھی گئی ہے۔
انشاء اللہ اگر میں زندہ ہوں تو یہ سب تصنیفات عنقریب شایع
ہونگی۔ فارسی زبان میں اتنی تصنیفات خود فارسی شعراء کی
بھی نہیں ہو سکتی دنیا بھر میں ایسا کوئی شاعر نہیں ہے جس
کی اتنی تصنیفات موجود ہوں۔

قدر زر زر گر بداند۔ قدر جوہر جوہر ہے۔

سچل سرمست معلم اعظم

سرتاج الشعرا حضرت سچل سرمست کا کلام جو الہامی
حیثیت رکھتا ہے وہ طائبان مولیٰ کے لئے مشعل راہ کا کام
دیتا ہے جس میں عرفان الہی تمام رموز آشکار ہوئے ہیں۔ یہ
ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان کی تخلیق کا مقصد
معرفت الہی سے روشناس ہونا ہے اور اس سرمست نے بھی
اپنے تمام کلام کے اندر یہی بات بتائی ہے۔



جس طرح ایک قابل مگر مشفق استاد اپنے شاگردوں کو سمجھانے کے لیے اور ان میں تعلیم کا شوق اور رغبت پیدا کرنے کیلئے انوکھے، جاذب، مؤثر سہل اور دلکش مثالیں پیش کرتا ہے اور ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرنے کیلئے ان کو بھائی، بیٹا، دوست، شاگرد، جوان، محترم، غرضیکہ چیدہ چیدہ الفاظ سے مخاطب ہوتا ہے اس طرح اس معلم اعظم مشفق اور مہربان استاد نے بھی طالبان حق کے سمجھانے کیلئے کمال کردیا ہے۔ یہی تمام حقیقت مثنوی تارنامہ، مثنوی گداز نامہ، وحدت نامہ اور وصلت نامہ کے اندر واضح طور عیان ہے دنیا میں ایسا کوئی شاعر نہیں ہے جو اس قسم کی تعلیم دے سکتا۔ چند ابیات مثنوی گداز نامہ، مثنوی وحدت نامہ اور مثنوی وصلت نامہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔

مثنوی گداز نامہ

موضوع نمبر ۱- (برف)

- ۱- برف آرد روئی بسوئی آفتاب
می گدازد محو گردد گشت آب
- ۲- چون هستی خود بیاید برف گشت
چون گدازد برف از هستی برفت
- ۳- بعد از آن آب شد برف برفت
گاہی جاری آب گاہی برف گشت

۴- آب بسته همچنان چون بنده است

آب جاری خواجم فرخنده است

۵- جسم و جان در راه مولی کن گداز

تا شوی در هر دو عالم سرفراز

موضوع نهم ۲- (فانوس)

۱- همچو فانوس هست جسمت ای پسر

شد چراغ نور جانت سر بسر

۲- اندرونش شد چراغ آن نهان

پاره کن فانوس را تو ای جوان

۳- تا شود پیدا چراغ افروز جان

دور کن تن و جسم را زان میان

موضوع نهم ۳- (بیض)

۱- ناکه بچم مرغ در بیض بود

آن کجا سوئی هوا بالا پرد

۲- بعد مدت چونکه بیض شکند

مرغ در پرواز آید پرزند

۴- پس بود آن مرغ صاحب اختیار

تا کند پرواز هر سو هر دیار

۵- ای پسر این جسم چون بیض شکن

تا کنی پرواز سوئی ذو المنن



موضوع نمبر ۴- (چاہا کندی دین)

- ۱- با ارادت چاہا کندی دین بود
آب نادیدہ کہ در دیدن بود
- ۲- کن بود بیرون کشیدن اے پسر
بعد ساعتی آب آید در نظر
- ۳- این بود برغیب آوردن یقین
تا کشیدن آب بیرون از زمیں
- ۴- این حجاب گل بکش بینی خدا
آن خدا پنهان شد اندر روا

اردو معنی

موضوع نمبر ۱- (برف)

- ۱- اگر برف سورج کے سامنے رکھینگے تو برف پگھل جائیگی
اور پانی ہو جائیگی۔
- ۲- جب ان کی ہستی قائم ہے تو وہ برف ہے جب ان کی
ہستی مٹگئی تو وہ پانی کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔
- ۳- پھر وہ پانی بن گیا اور برف پگھل گئی۔ کبھی پانی
ہوتا ہے کبھی برف ہوتی ہے۔
- ۴- برف انسان کی مثل ہے اور پانی خالق حقیقی کے مثل ہے۔
تم اپنا جسم و جان اللہ کے راہ میں فنا کرو کہ تم دونوں
جہان میں سرفراز ہو جاؤ۔





موضوع نمبر ۲۔ (فانوس)

- ۱۔ میرے بیٹے! تمہارا جسم فانوس کی طرح ہے اور تمہاری جان شمع کے نور کی طرح ہے۔
- ۲۔ تمہارے جسم میں وہ نور پوشیدہ ہے اس لیئے تم اپنے جسم کو فنا کر دو۔
- ۳۔ تب وہ روشن بتی ظاہر ہو جائیگی اس لیئے تم اپنے جسم کو مٹا دو۔

موضوع نمبر ۳۔ انڈے

- ۱۔ جب تک پنچھی کا بچہ انڈے کے اندر بند ہے تو وہ کس طرح ہوا میں اڑ جائیگا۔
- ۲۔ جب وہ انڈا توڑ کر باہر آتا ہے تب وہ پر سے اڑنے کی کوشش کرتا ہے۔
- ۳۔ اسکے بعد وہ پنچھی جہاں چاہے اڑ جاتا ہے۔
- ۴۔ میرے بیٹے! تم اپنے جسم کو انڈے کی طرح توڑ دو پھر تم اللہ کی طرف اڑ سکتے ہو۔ (سمجھاں اللہ)

موضوع نمبر ۴۔ (کدوے کا کھودنا)

- ۱۔ پانی ملنے کے توقع سے کنواں کھودا جاتا ہے۔
- ۲۔ میرے بیٹے! مٹی کو باہر پھینکنے کے بعد اندر سے پانی نظر آتا ہے۔
- ۳۔ غیب پر یقین ہے کہ مٹی کھودنے کے بعد اندر سے پانی ضرور نکلیگا۔



۴۔ تم وہ مٹی کا پڑا ہٹادو کیونکہ اندر اللہ کی ذات پوشیدہ ہے۔ وہ تجھے نظر آجائیگا۔

مثنوی گداز نام پڑھنے کے قابل ہے۔

از مثنوی وصالت نام

۱۔ اے ز وحدت کثرت بین۔ قند و مصری و شکر بین

در اصل نیشکر بین۔ زو ہمیں ہر اثر بین

ہست یکساں نہ دیگر بین اے یسر کن تو نظر بین

معنی: میرے بیٹے! دیکھ کثرت وحدت سے ہے۔ تجھے

جو گڑ مصری اور شکر نظر آتی ہے وہ در اصل گنی ہی

سے ہیں۔ اور اسکے مختلف روپ ہیں۔ انہیں ایک ہی سمجھ

ایک دوسرے سے مختلف نہ سمجھ۔ اور آپ اچھی طرح

سے غور کر۔

۲۔ هست اول یکدانہ۔ زو ست پیدا صد دانہ۔ شجر و شاخ عیانہ

برگ و میوہ بردانہ۔ هست این جملہ بہانہ۔ دانہ وحدت فرزائے

معنی پہلی ایک دانہ تھا۔ اس سے سیکڑوں دانے پیدا

ہوئے۔ درخت اور اسکے شاخیں ہوئیں۔ پتے اور میوے

ہوئے۔ یہ سب ایک بہانہ ہے۔ اصل میں وہی ایک دانہ ہے۔

۳۔ اے تو دراصل طلا دان۔ زو زیور ان نما دان

بہ ہریک اسم روان دان۔ اسم داران فنا دان

اصل را ہمچو بقادان۔ نہ ہمیں دان نہ همان دان

معنی: سونا دیکھ اس زیور ہے۔ ہر زیور کا نام الگ

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

الک رکھا گیا یہ نام عارضی اور فانی ہے۔ اصل میں سونا
 میں مستقل اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ لہذا تو ان
 زیوروں کو صبح صبح

۱۔ عد طرف از گل پیدا چون سو کوزه ہویدا
 گل دران عد ناپیدا چون سہ سرخ صفدا

معنی: مٹی سے برتن بنے۔ گہڑے اور کوزے بنے بظاہر
 مٹی دیکھنے میں نہیں آتی۔ بلکہ صرف برتن ہی نظر آتے
 ہیں جو مختلف رنگوں کے ہیں۔

۲۔ بہ دان راتو بدانی۔ گشت صد پارہ زانی
 جام دستار چانی۔ پوشی دادہ بھانی
 چہ عالی چہ لہانی۔ صہ سرست صہانی

معنی: روٹی کا نو ٹھہ بنا ہے۔ جس سے سیکڑوں
 کپڑے تیار ہوتے ہیں مثلاً کرتہ اور دستار وغیرہ۔ جنہیں
 لوگ پہنتے ہیں وہ سب قدرت کے زار ہیں۔ ظاہر خواہ ہوشیدہ۔

۳۔ چشم عالی بر ز آب است کہ اندرولش مہتاب است
 عکس دران آفتاب است بر مکان اصلی تاب است
 چشم فانی ہو بر آب است این ز اصرار جواب است

معنی: تلاب کو دیکھنے میں میں چاند بھی نظر آتا
 ہے۔ اور اسی پر سورج کا عکس بھی پڑتا ہے۔ حالانکہ
 چاند اور سورج اپنے اصل مکان پر ہیں۔ تلاب فانی ہے۔
 اور یہی اسی راز کا حل ہے۔

۷۔ پاک ذات اندرون تو۔ گم گشتی و شوی او
من نیم اوست همیگو۔ هست آن احد مدان دو
دست از خویشتن شو۔ راست گفتم بیان نو

معنی: وہ ذات پاک تیرے اندر ہی ہے۔ تو اپنے آپ
کو گم کردے اور ”وہی“ ہو جا۔ یہ میں اپنی طرف
طرف سے نہیں بلکہ اسی سے کہنے پر کہہ رہا ہوں۔ اسے
دو نہ سمجھ، وہ ایک ہی ہے تو اپنے آپ سے دست بردار
ہو جا۔ یہ میں نے نئی لیکن سچی بات کہہ دی ہے۔

۸۔ چند گویم کلامی۔ تم سازیم تمامی
فہم بفہم پیامی۔ خواص خواند نہ عوامی
تا ازیں نام و نامی۔ این ”خدائی“ است غلامی

معنی: اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔ میں تو سب کچھ
کہہ چکا ہوں تو میرے پیغام کو سمجھ۔ میرا یہ پیغام
خواص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ عوام کے نہیں۔ یہ ”خدائی“
غلام ہے۔

اس فخر سندہ قادر الکلام شاعر نے اپنے اشعار میں بار بار
فرمایا ہے کہ میرا کلام خواص کے پڑھنے کے قابل ہے عوام
کی اس کے مطالب و معانی تک رسائی ہو نہیں سکتی۔ اور یہ
حقیقت ہے کہ سرمست کا کلام پڑھنا اور اسے سمجھنا ملاؤں
طالب العلموں، اور بچکانہ ذہنیت رکھنے والوں کا کام نہیں
ہے۔ یہ ایک مرد حق آگاہ کا کلام ہے جسے صرف رند مشرف
اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

از غزل بحر طویل

۲۰۳۔ مشق بر سینہ محمد در قلب اسم الله

ساز دائم در حضور آن سیدالابرار باش

معنی: اپنے سینے پر اسم محمد کو منقش کر اور قلب میں اسم اللہ کی مشق کر اور ہمیشہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کا تصور کرتا رہو۔

۲۰۶۔ کن طواف این کعبہ دل را دائم ہفت و سہ بار

مشق اسم اللہ محمد در برون نظارا باش

معنی: ہمیشہ کعبہ دل کا سات بار طواف کیا کر دل میں اسم اللہ کی مشق اور سینے کے اوپر اسم محمد منقش کرو۔

۱۰۸۔ سیر کن در باغ جسم این بین خدا در خانہ دل

نی بمثل ہوسناکان کوہکو بازار باش

معنی: تیرا جسم ایک باغ ہے اس کی سیر کر اور اپنے خانہ دل میں خدا کو دیکھ لے۔ لیکن ہوالہوسوں کی طرح گلیوں اور بازاروں میں نہ جا۔

۲۶۸۔ با تصور حق محمد دم ز دم خالی مکن

مستغرق شو چنان بے جسم خود اختیار باش

معنی: ہر سانس حق کے تصور اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لے اور ایک سانس بھی اس عمل کے بغیر خالی نہ جانے دے اور اس

عمل میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جا کہ آخر کار تجھے
جسم کی حاجت باقی نہ رہے۔

۲۲۶۔ مشک از آب دریاہ پر کردہ رخ او بند کن
باز در دریا فگن بکشا ہماں انجار باش
معنی: مشک کو پانی سر بھر کر اسکا منہ بند کر دے
اور پھر اسے دریا میں ڈال کہ اس کا منہ کھول دے
تو پانی پانی کے ساتھ مل جائیگا اور ہر طرف پانی ہی
پانی نظر آئیگا۔

۲۲۷۔ مشک این جسمت بود آب است حق اے طالما
پارہ کن این مشک خاکی تا تو ماء اعیار باش
معنی: اے طالب! یہ مشک تیرا جسم ہے اور پانی
ذات حق۔ تو اس مشک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو صرف
پانی رہ جائیگا۔

۲۴۸۔ صدف چون شکستہ شود زان پیدا شود در بی بہا
بشکن این صدف جسم و نفخت دم اظہار باش
معنی: سیپ جب ٹوٹتی ہے تو اس میں سے ایک بے بہا
موتی نکلتا ہے۔ تو اس جسم کی سیپ کو توڑ کر اس میں
سے روح کا موتی نکال۔ سبحان اللہ۔

سچل سرمست فیلسوف اعظم

سچل سرمست کا فلسفہ ہے ”خود شناختن“ یعنی اپنے آپ
کو پہچاننا۔ امام العاشقین حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد اعلیٰ ہے



”من عرف نفسه فقد عرف ربه“ یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔ اس طرح سرمست کا بھی قول ہے۔

آن کس کہ شناخت خویشتن را
دانی کہ یافت ذو المنن را

معنی: جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے گدایا اللہ کو۔ یاد اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو بسا کیا تو فرمایا ”و نفخت فیہ من روحہ“ یعنی میں نے اس آدم میں اپنی روح پھونک دی ہے اور ملائک کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سچل سرمست نے بھی اس طرح اپنی مشہور ”عشق نامہ“ میں فرمایا ہے ”خانہ آدم را بخود آباد کرد“ معنی آدم کے گھر کو اپنی ذات سے آباد کیا۔ یعنی آپ آکے اس میں بیٹھے سجدہ صرف اللہ کی ذات پاک کے شایان شان ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی ذات آدم سے سما گئی تو وہ سجدہ دراصل ذات باری کو کیا گیا۔

یہ ہی وہ شرف ہے جو انسان کو عطا کیا گیا ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی اصلیت کو سمجھ لے وہ کون ہے اور کس کام کیلئے آیا ہے۔ سچل سرمست بار بار کہتا ہے کہ تم آدم نہیں ہو تم خود ذات پاک ہو۔ اس لئے تم خود شناسی کرو۔ آپ نے اپنے دیوان آشکار میں فرمایا ہے:

۱- خود شناس و خود شناس و خود شناس
دور کن از خویشتن این خاکی لباس





معنی: تم اپنے آپ کو پہچان۔ اپنے آپ کو پہچان۔
اپنے آپ کو پہچان۔ اور اپنا خاکی لباس (جسم) اپنے آپ
سے علاحدہ کر دو۔

۲۔ بے قدر خود را نمودی۔ خویشتن را فہم کن
غیر حق تو نیستی۔ عالی قدر خود را شناس

معنی: تم نے اپنے آپ کو بے قدر بنا دیا ہے۔ اپنے آپ
کو پہچان تو اللہ کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اے محترم!
اپنے آپ کو پہچان۔

۳۔ اگر خود را خدا دانی خدائی
وگر خود را گدا دانی گدائی
معنی اگر تم آپ کو خدا جانو تو تم تحقیق خدا ہو
اگر آپ کو گدا (بندہ) سمجھتے ہو تو تم بندہ ہی
رہ جاؤ گے۔

۴۔ خویش را شناس۔ در گل گوہر است
ماہ پنہان کئی شود۔ زیر غلاف

معنی: تم اپنے آپ کو پہچان کہ مٹی میں گوہر
پوشیدہ ہے چاند پردے کے اندر کیسے چھپ سکتا ہے۔
۵۔ ہر کہ اصل خود را می شناسد۔ شود آگاہ او از معما
معنی: وہ جو اپنے اصلیت کو سمجھتا ہے وہ اس معم
کو حل کر سکتا ہے۔

آپ نے سندھی کلام میں فرمایا ہے:

پاٹ سچاٹن ہت آیو آہی پاروچو۔ کم نہ ہیس کو پھو



معنی: وہ پاک ذات اس دنیا میں صرف اپنے آپکو پہچاننے کیلئے آیا ہے ورنہ اسکو اور دوسرا کوئی کام نہیں تھا۔

از غزل بہر طویل

۱۷۹۔ مرگ دائم یاد داری درجہ موتوا قبل گبر

من عرف این نفس پس شناخت حق ہوشیار باش

معنی: ہمیشہ موت کو یاد کیا کر اور موتوا قبل ان تموتوا پر عمل پیرا رہ۔ اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے راز کو سمجھے۔

۱۸۶۔ دم شناسی خویش را من عرف نفس این امر شہ

جز شناسی کور کاذب چون صراف عیار باش

معنی: تو اپنے سانسوں کی قدر قیمت کو پہچان کیونکہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا راز یہی ہے۔ اور یہی شہنشاہ کا فرمان ہے۔ معرفت کے بغیر انسان اندھا ہے تو صرافوں سے طرح اپنے اندر پر کھنے کی صلاحیت پیدا کر۔

۲۱۴۔ ہر کہ این جا دید آن در ہر مکان بینا بود

ورنہ اعمی می شوی از دیدہ دل انوار باش

معنی: جس نے ذات کا مشاہدہ اس دنیا میں کر لیا وہ آخرت میں بھی اسے دیکھ سکے گا اور جس نے یہاں نہیں دیکھا وہ وہاں بھی نہ دیکھ سکے گا لہذا تو اپنے دل کی آنکھیں کھول۔

۲۱۵۔ در بہ بین بیرون میں آخر بیابی در قلب
در بحر بیچوں گم شو۔ پس تو بحر بیچوں باش

معنی: باہر نہ دیکھ اندر دیکھ۔ آخر کار تجھے اپنے
قلب کے اندر ہی نظر آ جائیگا۔ بحر بیچوں میں غرق ہو جا
تو خود بھی بحر بیچوں ہو جائیگا۔

(نوٹ: موتوا قبل ان تموتوا۔ یعنی مرنے سے آگے مرجا)

الیاس حقیقی

سچل سرمست کا دریائے فیض ہمیشہ جاری رہا اور اب
بھی جارہے ہے۔ انکے جود و عطا کے بحر بے پایاں سے کئی
سالک و طالب بہرہ ور ہوئے جن میں سے ۱۔ فقیر نانک یوسف
۲۔ فقیر محمد یعقوب ۳۔ فقیر سید دین شاہ ۴۔ فقیر محمد صالح
قادری ۵۔ فقیر محمد صلاح پیو ۶۔ فقیر سید خیر شاہ ۷۔ فقیر
غلام حیدر شاہ ۸۔ فقیر گہرام جتوئی ۹۔ فقیر عثمان چاکی
۱۰۔ فقیر ہزہائینس سر میر علی مراد خاں ٹالپور والی ریاست
خیرپور کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام سالک و طالب
صاحب ولایت اور شاعر گذرے ہیں۔ ان میں سے بعض کے مسندیں
اب بھی قائم ہیں۔ اسلئے آپکو الیاس حقیقی کہا جاتا ہے۔ یعنی
جو بھی طالب انکی خدمت میں رہا وہ لوہے سے سونا بن گیا۔
آپ نے فرمایا ہے:

گر بخواہی میشوم واقف از این اسرار راز
پس بکن با صدق دل روئے بسوئے شاہ دراز

معنی: اگر تم چاہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے راز سے واقف
ہو جاؤ تو فوراً صدق دل سے دراز شریف طرف آ جاؤ۔ اور ایک
جگہ فرمایا ہے:

طالب کسی نیست کہ آید سوئے ما
تا ز باغ۔ عشق گیرد سوئے ما

معنی: ایسا کوئی طالب نہیں ہے جو میرے طرف آ جائے
اور میرے عشق کے باغ کی خوشبو سے معطر ہو جائے۔ ایسا
کوئی شاعر نہیں ہوا ہے جس نے اس طرح فیض عام کی دعوت
دی ہو۔ ”سدا حیات“ شاعر اسکو کہا جاتا ہے جسکا فیض عام
ہمیشہ ہر خاص و عام کیلئے جاری رہے۔

سچل سرمست کے پشت میں سے سلطان العاشقین
سراج السالکین حضرت سخی قبول محمد ثانی سچل سنہ ۱۸۴۲ ع
میں پیدا ہوئے وہ محی العشق بن کے آئے اور عشق کو از سرنو
زندہ کیا آپکے فیض و سخاوت سے ہزاروں لوگ بہرہ ور
ہوئے جن میں سے ۱۔ سید خیر شاہ ۲۔ میاں خدابخش فاروقی
۳۔ فقیر عبد الرحمان ۴۔ فقیر ڈنل ساکن گنداواہ بلوچستان
کا اسم گرامی قابل ذکر ہیں۔ یہ سب صاحب ولایت تھے
اور انکے مسندین بھی اب تک قائم ہیں۔ اور ہندوں میں سے ایسر
فقیر تھا جو صاحب بصیرت تھا۔ ان سب کا ذکر کتاب ”دولہ
درازی“ میں آیا ہے۔

سخی صاحب نے اپنے مریدوں کا ایک ٹولا بنایا تھا جسکا



نام "حسینی ٹولا" ہے۔ ان میں جو فیض یاب تھے انکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ خلیفہ رسول بخش ۲۔ فقیر ہادی بخش ان دونوں کے عالیشان مقبرے شکارپور میں موجود ہیں۔ ۲۔ آغا غلام النبی صوفی ساکن شکارپور (خانصاحب آغا عبد النبی خان رٹائرڈ کمشنر کا بڑا بھائی) ۴۔ مردار بہادر محمد بخش کوچھی فقیر انکا عالیشان مقبرہ حیدر آباد میں ہے۔ اور ماسٹر احمد علی فقیر یہ سب صاحب بصیرت اور شاعر تھے۔

اور ہندستان کے اندر حسب ذیل طالبان حق تھے:

- (۱) نما نا فقیر جسکے بڑودے میں چند مرید تھے۔
- (۲) بابو کشن چند فقیر کے بھی بمبئی میں چند مرید ہیں۔
- (۳) مولچند گیانی فقیر بار۔ اٹل لا جو بمبئی میں رہتے ہیں، اور اب تک زندہ ہیں۔ انکے بھی بہت مرید ہیں۔ انکے مریدوں میں سے مس کومی ٹروپڈی سہ ماہ انگلش رسالہ بنام Life Eternal کی ایڈیٹر ہیں۔ وہ ایک اعلیٰ سعیاں کا رسالہ ہے ایڈیٹر صاحب مہربانی کر کے مؤلف کو بھی باقاعدہ رسالہ بھیجتی رہتی ہے۔ مرشد ہو تو ایسا ہو۔

سخی صاحب نے سنہ ۱۹۲۴ ع میں وفات کی۔ آپکی سوانح حیات مؤلف نے قلمبند کی ہے۔

دعوت عام از بحر طویل

۱۸۳۔ گر بخواہی فیض گیرم روبہ عبد الحق دراز
در کشاید دل دماغت سوئی آن تیار باش



معنی: اگر فیض حاصل کرنا چاہتا ہے تو حضرت پیر
عبدالحق کی خدمت میں دراز شریف جا کر حاضر ہوجا
تاکہ تیرے دل و دماغ کو روشن کردے۔

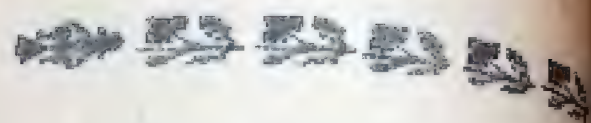
۱۸۴۔ تا بتو بدهد پیالہ عشق را ای طالبا
دائما از تشہ او در ہر مکان بخمار باش

معنی: اور تجھے بادہء عشق کا جام پلا دے اور پھر تو
جہاں بھی جائے ہمیشہ اس سے کیف میں مخمور ہو۔

اسکے علاوہ خاص قابل توجہ حقیقت یہ ہے کہ درگاہ دراز
شریف میں پلصراط اور بہشتی دروازے بنے ہوئے ہیں جس
کیلئے یہ فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص اس پلصراط سے گذر
جائیگا انکو آگے والی پلصراط سے نجات ملیگی۔ اور جو بھی
شخص اس بہشتی دروازے سے اندر جائیگا وہ حقیقی بہشت
کا مستحق بن جائیگا۔

سچل سرمست عالمی شاعر

دیگر شعراء نے صرف سسٹی پنہوں، ہیر رانجھوں، جام اور
نوری کا تعارف کرایا ہے اور انکی شاعری اور انکا علم یہیں
تک محدود ہے۔ لیکن اس عالمی شاعر کی شاعری لا محدود
ہے اور اس نے دنیا بھر کے عشاق اور شعراء کا تعارف کرایا
ہے اور انکی انسیت تمام عالم کے عشاق کے ساتھ یکساں ہے
اسی طرح انکی دیگر تصنیفات مثلاً گداز نامہ میں ہمالیہ پہاڑ
کا ذکر ہے اور مشنوی رہبر نامہ میں غزنی، نیاز شہر، قوال



شہر اور ملک شام کے بعض شہروں کا ذکر ہے اور مشہور
 وصال نامہ میں جملہ انبیاء اور اولیاء کا ذکر ہے۔ اسکے علاوہ
 حسب ذیل عشاق کا ذکر ہے۔ لقمان سرخی، بہلول، شیخ
 جنید بغدادی، شیخ شبلی، منصور حلاج، شمس تبریز، مولانا جامی
 مولانا رومی، شیخ فرید الدین عطار وغیرہ۔

اسکے علاوہ آپ نے اپنے دیوان آشکار میں حسب ذیل
 عشاق کی فہرست اور انکے کارنامے دکھائے ہیں۔

- ۱۔ در دو عالم بادشاہ عشق سیار آمدہ
 گم بہ برہمن گم بہ مسلم۔ گم بکفار آمدہ
- ۲۔ نعرہ انا الحق زدہ منصور بر سردار شد
 تیغ عشقش ناگہاں بر شہیخ عطار آمدہ
- ۳۔ تاکہ از لاہور سرور رفت و در دہلی رسید
 سر برانیدہ ز خود تکرار بیزار آمدہ
- ۴۔ در طریقے عاشقی۔ صانعان برفت خویشتن
 کرد سبجہ بر طرف۔ در زیر زنار آمدہ
- ۵۔ شاہ شرف الدین قلندر۔ بو علی سردار عشق
 یار قاتل او بین۔ از ملک تاتار آمدہ
- ۶۔ نجم الدین کبرا و عبداللہ ہر وے ہر دو یار
 قتل گشتہ آن نیزہ۔ عشق در کار آمدہ
- ۷۔ عشق سلطان واقع۔ با شمس تبریز چہ کرد
 پوست از جسم جدا کردہ۔ بدیدار آمدہ





۸- در خراسان بود عاشق- نام عهد الخاقش
او در مجموع علماء دان گرفتار آمده

۹- خواجه ابو العباس- بامنصور بوده همرفیق
اندرین میدان عشقش- یار با یار آمده

۱۰- شیخ هرکل بود- در بغداد شاگرد حلاج
دست شست آن زندگانی- پس به سردار آمده

۱۱- صوفی نشاء عنایت- در سواد سنده بود
او ز شمشیر عشقش- بس نگوسار آمده

۱۲- من کریم من رحیم- نشاء کرهل دم زده
آشکار من کیم- او بخود اقرار آمده

فهرست عشاق اور انکے کارنامے

کلام سنڌي

ٽل۔ آءُ عشق ڀلي ڪري آئين تون

نڪنهن منزل تي پهچائين تون

۱۔ سرحد کي ڏيئي لت ڪهاڙي

سوليءَ تي منصور چڙهاڙي

شبيخ عطار جو سر وڍايي

هاڻي هيڏي پنڌ پچائين تون

۲۔ ذڪريا ساڻ ڪرت چيرايي

يوسف کي منجهه ڪوه وجهايي

شمس ملن جي هٿان مارايي

عاشق ٿو آزمائين تون





۳۔ جٹیو کفر صانعان و جہاڻي
بلي شاه کي ذبح ڪرايئي
جعفر کي درياه ۾ وڌايئي
تن کي پار لنگهائين تون

۴۔ گهاڻي ۾ بلاول پيڙايي
عنایت شاه ميدان مارايئي
ڪرهل کي هن حڪم هلايئي
قبروء ڪنڌ ڪپائين تون

۵۔ قاسم درن سان مارايئي
هوسئي کي ۾ سهاڳ وٺايئي
اکايداس کي تعزير ڏواريئي
سو اڄ ساڳيو آئين تون

۶۔ سچل سندھ پنڌ پڇائي
گهوريون پنهن جو سر گهمائي
ننهن واري ٿو ڳالهه ڳالهائي
عاشق ٿي فرمائين تون.

سارے سنت کے اندر عشاق کی لست میں صرف شاہ عنایت
صوفی کا نام دکھایا گیا ہے۔

ورلڈ اسلامک هسٽري پڙهنے والے طلباء بهي انهن اسمائے
گرامی نہیں پڙھے هونگے۔ سرمست کا علم و فہم قابل تعریف
ہے، اتنا عام کسی اور شاعر کو نہیں هوسکتا۔ افسوس کی



بات ہے کہ بعض سندھیوں کو اس فخر سندھ شاعر کی قدر نہیں ہے۔

کئی خسان داند این اشعارها (آشکار)

معنی: احمق لوگ کیا جان سکتے ہیں۔

حالات دنیا

چند اہمات از دیوان آشکار

- ۱۔ مجلس حاکمان را دیدم۔ موجهائی عمان را دیدم
- ۲۔ بر غریبان ظلم صد تعدی۔ حکمرانی شہان را دیدم
- ۳۔ شہر گداؤ گداؤ سلطان شد۔ گردش این زمان را دیدم
- ۴۔ حافظان ورد خوان بی عمل اند۔ بیخبر قاضیان را دیدم
- ۵۔ ہم اشراف در غم و اندوہ۔ خرمی نا کسان را دیدم
- ۶۔ ہر کسی بردروغ بست کمر۔ راستی اہروان را دیدم
- ۷۔ بردر۔ حاکمان خراب و خجل۔ زاهدان عابدان را دیدم
- ۸۔ بہر دنیا دوز سرگردان۔ روز شب عالمان را دیدم
- ۹۔ پسر جنگ با پدر دارد۔ بی تنگ و نشان را دیدم
- ۱۰۔ چہ اکابر چہ مردمان اشراف۔ رجعت پاسبان را دیدم
- ۱۱۔ نیست آزاد کسی ز حرص و ہوا۔ مبتلا ہر کسان را دیدم
- ۱۲۔ آنکہ ہمراز بود ہم مجلس۔ بیوفائے ہماں را دیدم
- ۱۳۔ مسلمان و مومنان زدست کفار۔ قتل شد کشتگان را دیدم
- ۱۴۔ از ہوائی زمانہ در امن است۔ در پیر مغان را دیدم
- ۱۵۔ عاقبت می رسد بکشور سندھ۔ صد زیان حمزبان را دیدم
- ۱۶۔ آخرین وقت "آشکار" شد۔ ہم نہان و عیان را دیدم

ترجمہ

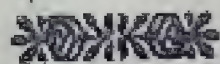
- ۱۔ میں نے حکام کی محفلوں میں۔ موتیوں کو راتے دیکھا ہے۔
- ۲۔ میں نے بادشاہوں کی حکمرانی دیکھی ہے۔ کہ غریبوں پر سو طرح کے ظلم توڑتے ہیں۔
- ۳۔ میں نے گردش زمانہ سے بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بادشاہ بنتے دیکھا ہے۔
- ۴۔ میں نے حافظوں کی بے عملی اور قاضیوں کی بے علمی دیکھی ہے۔
- ۵۔ میں نے نا اہلوں کو خوش خرم اور اشراف کو غمگین دیکھا ہے۔
- ۶۔ میں نے دینی رہنماؤں کی اسچائی کو بھی دیکھا ہے۔ ہر ایک نے جھوٹ پر کمر باندھی رکھی ہے۔
- ۷۔ زاہدوں اور عابدوں کا یہ حال ہے کہ اپنے غرض کیلئے حاکموں کے دروازے پر جاتے ہیں اور خراب و خوار ہوتے ہیں۔
- ۸۔ عالم رات دن دنیاوی اخراجات کے پیچھے سرگردان ہیں۔
- ۹۔ بے حیائی کا یہ عالم ہے کہ بیٹا باپ سے بڑے پیکار میں۔
- ۱۰۔ پاسبان کی بے مروتی دیکھی کہ اس نے اکابر اور اشراف کو بھی اجازت نہ دی۔
- ۱۱۔ کوئی شخص بھی حرص و ہوا سے آزاد نہیں دیکھا۔

۱۲۔ زمانے سے بیوفائی کا یہ حال ہے کہ ہمارا اور ہم مجلس بھی بیوفا نکلے۔

۱۳۔ مسلمانوں اور مومنوں میں قوت ایمانی نہ رہی۔ انہیں جاہلیا کفار کے ہاتھوں سے قتل ہوتے دیکھا۔

۱۴۔ ایک پیر مغاں کا ہی دروازا ہے۔ جہاں مکمل امن و امان دیکھا۔

۱۶۔ آخری وقت ”آشکار“ (ظاہر) ہوا۔ مخفی اور ظاہر کو بھی میں نے دیکھا۔





سچل سرمست دین الاقوامی رہبر

سچل سرمست نہ صرف مسلمانوں کا مرشد ہے لیکن ہندوؤں کا بھی تسلیم شدہ رہبر ہے۔ سندھ میں ہزاروں کے تعداد میں ہندو بھی آپکے مرید ہیں۔ اب بھی انکے عرس میں شریک ہونے ہندستان سے ہندو مرد اور عورتیں انکے مزار شریف پر آتے ہیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں آیا ہے ”الصلح خیر“ (پارہ ۵) صلح بہتر ہے۔ اس قرآنی فرمان کے مطابق یہ عاشق الستی رب العالمین کی مخلوقات ہندو، مسلمان، گبر، کرستان سب کیلئے صلح اور امن کا علمبردار ہے۔ اس سلسلہ میں انکا کلام پیش کیا جاتا ہے۔

سنڌي ڪلام

۱۔ فرق ڪفر اسلام نہ ڪوئي۔ ڄاڻ اهوئي ڄاڻين

ڪافر مومن هڪو هڪا غير نہ غازي آئين

ڪل شيءِ و هو الله سڀ صورت هڪ سڃاڻين

۲۔ رام رحيم هڪو هڪ سمجهين۔ موج محبت ماڻين

ڪافر مومن گبر نصارو۔ غير گمان نہ آئين

خلق الانسان علي صورتہ۔ چول اهوئي ڄاڻين

مان تون صورت ساڳي سچل۔ جي تون پاڻ پڇاڻين

معني: ۱۔ ڪفر اور اسلام کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہے۔ تم یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لو۔ ڪافر اور مومن ایک



ہیں تم اور خیال اپنے دل میں مت لاؤ۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ ہر چیز میں موجود ہے اس لئے تم ہر انسان کو ایک سمجھو۔

۲۔ رام رحیم ایک کا نام ہے۔ تم اپنے دل میں محبت پیدا کرو کافر، مومن، گہر اور نصارا ایک ہی ہیں تم اپنے دل سے غیر خیال دور کرو۔ کیونکہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا ہے۔ اس لئے سب انکی صورت ہیں۔ سچل نے فرمایا ہے کہ اگر تو اپنے آپکو پہچان سکتے ہو تو تم اور ہم ایک ہی صورت ہیں۔

حافظ شیرازی کا شعر اس سلسلہ میں درج کیا جاتا ہے:

حافظا اگر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

معنی: اے حافظ اگر تم اللہ کا وصل چاہتے ہو تو ہر عام و خاص کے ساتھ صلح کرو۔ اور مسلمان کے ساتھ اللہ اللہ کرو اور ہندو کے ساتھ رام رام کرو۔

از غزل بحر طویل

از جدل و جنگ نبود حاصلت یک ذرہ - ۱۴۹ -

مرد شو با صلح دم نی ہمچو زن آبکار باش

معنی: تجھے لڑنے سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ لہذا عورتوں کی طرح جھگڑا نہ کر بلکہ مردوں کی طرح صلح سے کام لے۔

۱۵۰۔ لطف کن چندان کہ بیگانہ شود همچو غلام

نزد اعلیٰ تا بہ ادنیٰ با عزت بوقار باش

معنی: لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کر، تاکہ بیگانہ
بھی اپنے بن جائیں۔ اور ادنیٰ خواہ اعلیٰ کے نزدیک عزت
اور وقار حاصل ہو۔

۱۵۱۔ خیر الناس آن شہم بودند نفع ہر انس را

گر ہمائی در خلق بینندہ آن یار باش

معنی: حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات
میں خلق خدا کی بہتری کو ملحوظ رکھا کرتے تھے۔ تجھے
بھی دنیا میں رہتے ہوئے انکر نقش قدم پر چلنا چاہئے۔

۱۵۲۔ خالق داری چون محمد با ہم کن دلیری

تا شود تعریف تو چون طوطہ المنقار باش

معنی: اگر تجھے میں خالق محمدی ہے تو سب کے
ساتھ محبت سے پیش آ، تاکہ سب لوگ تیری تعریف
میں رطب اللسان ہو۔

۱۵۳۔ از دوئی گاہی نیابی مدعا دیدار حق

چون خدا در ہمہ دانی تا بدرجہ گوار باش

معنی: اپنے دل میں دوئی رکھیگا تو اللہ کا دیدار حاصل
نہیں کر سکتے گا۔ تو ہر چیز کو اللہ کا مظہر سمجھ۔

۱۵۴۔ همچو صوفی در ہمہ دانندہ شو یک ذات را

کینہ تعصب کار کافر فی سم الفسار باش



معنی: صوفیائے کرام کی طرح ہر چیز کو اللہ کے
ذات کا مظہر سمجھ کر کینہ اور تعصب کافروں کا کام
ہے۔ تو سنکھیا نہ بن ثریاق بن۔

۱۶۵۔ سو بسو حیراں مشو بہر دنیا اے نافہم

سخت فقرا منع از حاکمان بہ کنار باش

معنی: اے ناسمجھ دنیا کی خاطر ادھر ادھر مارا مارا
نہ پھر اہل فقر کیلئے حکام کے دروازے پر جانی کی
سخت ممانعت ہے۔

از دیوان آشکار

جنگ با مردان چہ داری جنگ کن با نفس خویش۔ نفس
را بشناس در رحمت۔ رحمان در آ

معنی: آدمیوں سے لڑائی کرنے کے بجائے تم اپنے سرکش
نفس سے جنگ کرو۔ اپنے نفس کو پہچان اور اللہ کی رحمت
میں داخل ہو۔

امن کا علمبردار یہی ہو سکتا ہے۔ کاش! اگر خلق خدا
اسی مرد مجاہد کے کہنے پر عمل کرے تو ملک کے اندر
تمام فتنہ و فساد فوراً ختم ہو جائے۔



سچل سرمست (صاحب حال و خیال)

کافی سراڈگی

ترجیح بندہ میں تو کوئی خیال آہیان۔ پسان نال خیال دے

۱۔ زہد عبادت تقویٰ طاعت۔ آہن کم کشال دے

۲۔ فکر اہیں وچ فانی تیویں۔ ویکیں جوڑ جمال دے

۳۔ اہیں منزل اہے ویسن۔ صاحب جو احوال دے

۴۔ میں دیدار دیدار میں وچ۔ پھیریم ویس وصال دے

۵۔ ”سچل“ سچ ایندا ظاہر۔ الا کاں قتال دے

اس قلیم سخن کے تاجدار شاعر کے اشعار کی اعلیٰ و

نازک خیالی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات پاک خیال ہے اور

خیال کے ذریعہ سے مل سکتا ہے۔ یہ کائنات خیال پر حاوی

ہے اور خیال ہی کار فرما ہے۔ نیند میں خواہ بیداری میں

اللہ سے بیٹھتے خیال کا بحر پیکران جاری ہے۔ انسان کا

دار و مدار خیال پر ہے۔ سزا اور جزا بھی خیال کے مطابق ملتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

”الاعمال بالنیات“

معنی: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ ایک دوسری

حدیث شریف میں آیا ہے:

”لاصلوات الا بحضور القلب“

معنی: وہ نماز نہیں ہے جو خیال سے نہیں پڑھی جاتی ہے۔

کسی فارسی شاعر کا شعر ہے:

بر زبان الله الله - در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کئے دارد اثر

معنی: اگر زبان پر الله الله ہو اور دل میں گاؤ و خر
تو اس ذکر اذکار سے کیا فائدہ ہو گا۔

اگر ساری رات سبحان کو جاگ کر یاد بھی کریں، مگر
وہ یاد حضور قلب سے نہیں تو اس یاد سے کیا فائدہ ہو گا۔
اس لئے سرمست فرماتاہے:

سندھی شعر

جاگن آھی جنجال - ند تہ آھی ناز یرین جو

سمجھی کو سچیتنہ چوی - ہی ء ہادی ء وارو حال

جی خاصور کمن خیال - تہ سمھن مان ٹی سڈ پوی

معنی: اس طرح جاگنا بیکار بات ہے اور نیند محبوبی ناز
ہے۔ سچیل سرمست فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھنا عام لوگوں
کے فہم سے بالاتر ہے، اگر تمہارا خیال ٹھیک ہے تو سونے
سے بھی تمام بات کا علم ہو جائیگا۔

اور فرماتے ہیں:

کلمی مونکی کین کیو مورؤن مسلمان

نکی احمد موکلیو عرب کان ایمان

”سچیل“ آھی سبحان - پر عالم لیکی آدمی

معنی: میں کلمے پڑھنے سے مسلمان نہیں ہوا ہوں،
نہ تو احمد مجتبیٰ نے مجھے عرب سے ایمان بھیجا ہے۔ میں
خود سبحان ہوں، لیکن آدمی مجھے آدمی سمجھتے ہیں۔



اور فرماتے ہیں:

مان کیان تم مشرک تیان۔ کچان تم کافر

انہی ء وائی ور۔ سمجھی کو ”سچیڈنہ“ چوی

معنی: اگر میں صبر کرتا ہوں تو مشرک بن جاتا ہوں
اور اگر اظہار خیال کرتا ہوں تو کافر بن جاتا ہوں۔ یہ معنی
کوئی خاص آدمی ہی سمجھیگا۔

سچل سرمست فرماتا ہے کہ میری باتیں عام لوگوں کی
سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ میری باتیں خاص آدمی سمجھ سکتے ہیں۔
یہ ہی سبب ہے کہ سندھ کے اندر کسی سکول اور کالج میں
”سچل سرمست“ کا دن نہیں منایا جاتا ہے۔ سرمست کا کلام
لڑکے کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

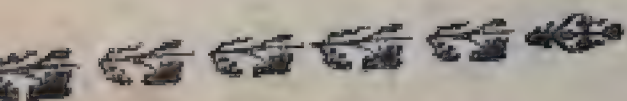
سرمست کا کلام اور سکول کے لڑکے یہ دو متضاد
حروف ہیں۔

”کئی خسان داند این اشعارها“

معنی: احمق لوگ کیسے میرا کلام سمجھ سکتے۔

سلسلہ خیال

سچل سرمست نے مشہور تارنامہ میں ایک مسلسل خیال
پیش کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ رات میں بتخانہ کے طرف
جا رہا تھا جہاں میں نے ایک مستانہ دیکھا جو ستار بجا رہا تھا۔
ستار کی آواز نے مجھے مدھوش بنا دیا، جب میں ہوش میں آیا
تو میں جا کر ستار کے تار سے پوچھا تجھے یہ درد کہاں سے



ملا جس نے تو فرزانہ کو دیوانہ بنا دیا ہے۔ تار نے جواب دیا یہ
درد میں نے بڑی مشقت سے حاصل کیا ہے۔ میں لوہے کی
صورت میں تھا۔ من کان ۔ نکلا۔ آگ میں تپا۔ ہتھوڑے
سے ٹھپا، تب جا کر تار کی شکل میں آیا۔

یہ نہایت عجیب و غریب تماشلی بیان ہے جو پڑھنے
کے قابل ہے۔

کافی

ترجیح بند: ایک دن بازار میں۔ میں دیکھا عجیب تماشا
طفلوں کے ہاتھ میں تھا۔ بلبل ایک بیچارا

۱۔ پر و بال رشتے سے۔ اس نے کیا تھا مجھ کو

تڑپن سے وہ نہ چھوٹی۔ کرتا تھا لک پکارا

۲۔ ہم حال اسکا پوچھا۔ کہہ بلبل ہم سے

کس جا آ پڑا ہے۔ چھوڑے چمن ہزارا

۳۔ ہس ہس ہم سے گویا۔ اے بیخبر برہ سے

عاشق جو کوئی ہویا۔ وہ حال ہے ہمارا

۴۔ دم عشق جس نے مارا۔ اس گل پڑی ہے گاری

سر جان صدق سچن پر۔ ”سچلی“ سریر سارا

رشتے سے = دھاگے سے۔ ہمن سوں = مجھے۔ گل پڑی ہے

گاری = اسکے کاندھ میں۔

سچل سرمست

(الہامی کلام)

اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ سرمست روز الست کا
بھی کلام ہے وہ بیخودی اور وجد کے حالات میں کہا
جاتا ہے۔ اس کے باوجود آپ کے چند اشعار اس مضمون پر
سب ذیل لکھے گئے ہیں:

از مثنوی تارنامہ

یار گوید باز گو از مثنوی

چند ابیات از سر مثنوی

من نمی گویم۔ گویا او بود

من نمی جویم۔ حویا او بود

یار کہتا ہے کہ پھر کچھ بیان کرو

اور چند مخفی راز اظہار کرو

میں نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ کہنے والا وہ ہے

میں تلاش نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ تلاش کرنے والا وہ ہے۔

از مثنوی رہبر نامہ

کیست همان کس کہ بیان میکند

سر از اسرار عیان میکند

گویندہ اوست نہ گویا منم

جویندہ اوست نہ جو یا منم



۳-

این سخن و حروف نباشد از ما
گویا اوست بشنو اے فتا

معنی: وہ کون ہے جو بیان کرتا ہے؟
وہ کون ہے جو پوشیدہ اسرار ظاہر کرتا ہے؟

- ۲- کہنے والا وہ ہے۔ میں نہیں ہوں
تلاش کرنے والا وہ ہے۔ میں نہیں ہوں
۳- یہ الفاظ اور حروف میرے طرف سے نہیں ہیں
میرے بیٹے! سنو، کہ کہنے والا وہ ہے۔

از مثنوی راز نام

- ۱- نام می گویم تو با حکم او
سرہا اسرارہا اندر او
۲- نیست خیال از ما۔ ارادہ یار بود
تا کہ بر رویم۔ در معنی کشود
۳- گفتہ شد این نام در آخر زمان
تا شود پیدا او اسرار نہاں

معنی: یہ نام میں انکے ہی حکم سے بیان کرتا ہوں
اور انکے ہی حکم سے پوشیدہ اسرار ظاہر کرتا ہوں

۲- میرا یہ خیال نہیں ہے۔ یار کا ایسا ارادہ ہے
کہ میں اسکے تمام رموز ظاہر کروں۔

۳- میں یہ نام اس آخری وقت میں ظاہر کر رہا ہوں
کہ اسکا مخفی اور پوشیدہ اسرار ظاہر کروں۔



از غزل بہار طویل

۲۵۰۔ در حضور پیر ماد منظور شد جملہ کلام
از خدا ہشت آفرین شد۔ ہر ہمیں اطوار باش

معنی: میرے مرشد کے حضور میں میرا تمام کلام مقبول
ہو چکا ہے اور بارگاہ ایزدی سے بھی اسے قبول عام کا شرف
حاصل ہو گیا ہے۔

اس بنا پر آپکا تمام کلام الہامی ہے اور حقیقت کے طرف
رہنمائی کرتا ہے۔



سچل سرمست سرجاج الشعرا

سچل سرمست کی شاعرانہ خوبیاں اور روحانی فضائل کتاب ”دولہہ درازی“ میں واضح طور درج کئے گئے ہیں۔ اسلئے اس کتاب میں چند مختصر باتیں لکھی جاتی ہیں:

۱۔ سچل سرمست کا کلام الہامی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ وہ بیخودی اور وجد کے عالم میں کہا گیا ہے۔ ایسا کسی اور شاعر کا کلام نہیں ہے۔

۲۔ سچل سرمست کا کلام نو لاکھ چھتیس ہزار چھ سو چھتیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اتنا کثیر کسی اور شاعر کا کلام نہیں ہے۔ اور اتنی خوبیاں کسی اور شاعر کے اشعار میں نہیں ہیں۔

۳۔ یہ کلام سات زبانوں میں کہا گیا ہے۔ یہ خوبی بھی کسی اور شاعر میں نہیں مل سکتی۔

۴۔ سچل سرمست کے کلام میں جو خاص، قابل توجہ اور قابل تعریف حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے اشعار دوسرے شاعروں کے اشعار کی طرح صرف کافی اور ایات تک محدود نہیں ہے سرمست کا کلام لامحدود اور حسب ذیل اصناف سخن میں موجود ہیں۔

کافی، ایات، غزل، مولود، مرثیہ، سم حرفی، مثنوی، جھولنے، گھڑولی، فرد، رباعی، ریختہ، سلسلے، مخمس، مستزاد، عریکہ، ہر صنف سخن میں موجود ہے اور کوئی بھی پہلو



تشنہ رہنے نہیں دیا ہے۔ شاعر کے کمال فن کا یہ بین ثبوت ہے
 یہ خوبی کسی اور شاعر کے اشعار میں نہیں مل سکتی۔ اس
 بنا پر اگر اس اقلیم سخن کے تاجدار اور قادر الکلام شاعر کو
 ”سرتاج الشعرا“ کہا جائے تو یہ نہ تو مبالغہ ہو گا اور نہ
 خلاف واقع۔ چند ایسے پیغمبر ادیب ہیں جنکو یہ خبر نہیں
 ہے کہ عظیم المراتب شاعر میں کون سی خوبی ہو سکتی ہے۔
 اور فرد، رباعی، ریختہ، مسدس اور مستزاد جو شاعر اعظم کے فن
 کا بین ثبوت کہا جاتا ہے۔ وہ کس بلا کا نام ہے انکے رہبری
 کیلئے مختلف اصناف کے چند نمونے دکھائے جاتے ہیں۔

فرد (دو مصرعوں کا بند)

۱۔ آشکارا ”نحن اقرب“ گفت یار

از رگ۔ جان شد قریب غم مدار

۲۔ ”آشکارا“ یار تو دور نیست

چشم بکشابین کہ او مستور نیست

معنی: (۱) اے ”آشکارا“ یار فرماتا ہے ”و نحن اقرب

الیہ من جبل الوریث“ یعنی تحقیق میں شاہ رگ سے بھی
 زیادہ قریب ہوں۔ اسلئے تم غم مت کرو۔

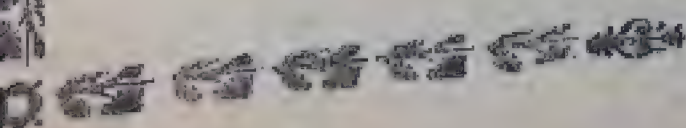
(۲) اے آشکارا یار تم سے دور نہیں تم آنکھیں کھول

کر دیکھو تو تم سے پوشیدہ نہیں۔

رباعی (چار مصرعوں کا بند)

ساقیا آن شراب انگوری

مانخواہم کزوست صد دوری



لازوال است آن مٹی وحدت
آن بنو شان رهم ز مجھوڑی

معنی: اے ساقی میں وہ ازگوری شراب نہیں مانگتا
کیونکہ انکے پینے سے دوری ہوتے ہیں، کیونکہ وحدت
کی شراب لا زوال ہے۔ مجھے وہ پلانا تو جدائی سے
نجات دلائے۔

مخمس (پانچ مصرعوں کا بند)

جز حمایت تو مرا کس یار نیست
همچو من اندر جہاں بد کار نیست
کرده ام از جرمہا روئے سیاه
تو بیمارِی کن عفو مارا گناہ
جملہ عالم تا مرا بد کرده است

معنی: آپکے سوائے کوئی مددگار نہیں ہے۔ اور مجھے جیسا
دنیا میں کوئی خطا کار نہیں ہے۔ میں اپنے گناہوں
کے وجہ سے رو سیاہ ہو چکا ہوں۔ ساری دنیا مجھے برا
کہہ رہی ہے۔

آپ اپنے عفو و کرم سے مجھے بخشدید جائے

مخدس (چھ مصرعوں کا بند)

وہو معکم اقرار است۔ کلمہ آن حق اعتبار است
کنم از سر بیانی۔ بجہاں عین عیانی
نبود شک و گمانی۔ بود اسرار نہانی

معنا: وہو معکم کا اقرار ہے۔ اور یہ کلمہ حق قابل اعتبار ہے۔ میں ایک ایسے راز کو دنیا کے سامنے بے نقاب کر رہا ہوں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ اور واقعی یہ ایک پوشیدہ راز ہے۔

ایختتم (دودو مصرعوں کا علاحدہ بند)

- بہتر ہے ایسی زندگی۔ از عشق ہے شرمندگی
- ۱۔ جسکو سچ کا درد ہے۔ رویت اسکی زرد ہے
اس اس جگت سوں سرد ہے۔ صف عاشقان کی مرد ہے
 - ۲۔ عاشق وہی جسے غم ہوا۔ دونوں جگت یکدم ہوا
دن رین اسے مانم ہوا۔ اکھیاں کوں اب آگم ہوا
 - ۳۔ عشق عجب آفات ہے۔ نا کشف کرامات ہے
تقویٰ نہ کوئی نات ہے۔ جس میں نہ رجوعات ہے
 - ۴۔ برہا سارا بد نام ہے۔ باطن سے کلی کام ہے
نا صبر نا آرام ہے۔ وہ وہ اسے مآتام ہے
 - ۵۔ باری برہ کا بار ہے۔ سر عاشقان سینگار ہے
"سچل" کے سر خمار ہے۔ وہ عشق کا اسرار ہے۔

مستفرد (ایک بڑا مصرع۔ ایک چھوٹا مصرع)

- ۱۔ آن نیست دل کہ اندروی غم نہ رسیده۔ آن دل چہ خراب است
- ۲۔ کرو درد یکی جرء محبت نہ چشیدم۔ محروم شراب است
- ۳۔ یک روز سرا یار بگفتا کہ کجائی۔ گفتم بتو ہستم
- گفتا بہ ہم عمر درچہ ہوائی۔ گفتم بتو مستم



گفتا کہ مرا از خود تو دور ندانی۔ گفتم برحق است
گفتا بے قیاس بگداز از من و مائی۔ گفتم ز خود رستم
معنی: (۱) جس دل میں درد نہیں۔ ہے وہ دل نہیں ہے۔ وہ
دل خراب ہے۔ جس نے درد اور محبت کا ایک گڑبڑ
نہ پیا ہے۔ وہ حقیقی شراب ملنے سے محروم ہے۔

۲۔ ایک دن مجھ سے یار نے پوچھا کہ تم کہاں تھے۔ میں
نے جواب دیا میں آپ کے ساتھ تھا۔ پھر فرمایا کہ تم ساری
عمر کس خیال میں تھے میں نے جواب دیا کہ میں آپ پر
عاشق تھا۔ پھر فرمایا کہ تم مجھے خود سے دور نہ سمجھ
میں نے جواب دیا آپکا فرمان برحق ہے۔ پھر فرمایا کہ
تم ”ما و من“ (میں اور ہم) والی بات دل سے یقین سے
ذریعہ نکال دے یعنی اپنی ہستی کو ختم کر دے میں نے
جواب دیا تو میں اس سے پہلے ہی آزاد ہو چکا ہوں۔
یہ سمجھنے اور سوچنے کی بات ہے۔ سچل سرمست کا
علم و ادراک، انکی سنزل اور انکی شاعری دیکھو۔

صنعت سوال جواب سرا۔ کی

۱۔ اک دن مرشد میں نوں آکھیا۔ مٹی دی پیالی پیویں
آکھیم اینویں سائیں اینویں

۲۔ آکھیس آپ سجاوں پا جھوں۔ ہمد مہول نہ تہویں
آکھیم اینویں سائیں اینویں

۳۔ اپنی ذات لکا ات بیٹین۔ تہڈا مطلب تیسیں کہویں
آکھیم اینویں سائیں اینویں



۴۔ موتوا قبل انت موتوا۔ مٹی پچھاؤں جیویں

آکھیم اینوین سائین اینوین

۵۔ آکھیس ماریا حلاج نعرہ۔ سچل تون بھی ماریں اینوین

آکیم اینوین سائین اینوین

بلند پایہ اور اعلیٰ مراتب شاعر کے اشعار کے کمال فن کا یہ ثبوت ہے۔ اگر تعصب کا چشمہ آنکھوں سے ہٹا کر دل سے انصاف کیا جائے تو سچل سرمست ہر نقطہ نظر سے سرتاج الشعراء ہونیکا مستحق ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے ”ان الله يحب المقسطين“
معنی تحقیق اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
لیکن سچل سرمست نے ادیبوں اور زاہدوں کے گروہ کی ذہنیت دیکھ کر پہلے ہی پیشنگوئی کی ہے، اور فرماتا ہے:
این سخن عشق است نئی شاعرست
کئی خسان دانند این اشعارہا۔

معنی: میرے یہ اشعار احمق لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

این حقیقت ترا اثر نکند چونکہ ہستی تو ساکن بیشی

معنی: میری یہ حقیقت تم پر کوئی اثر نہیں کریگی
کیونکہ تم جنگلی لوگ ہو۔

چند گویم کلامی۔ تم سازیم تمامی

فہم بفہم پیاسی۔ خواص خواند نہ عامی

معنی: اس سے زیادہ میں کیا کہوں میں تو سب کچھ

کہہ چکا ہوں۔ تو میرے پیغام کو سمجھ۔ میرا یہ پیغام

خواص کے پڑھنے کے قابل ہے عوام کے نہیں۔

(وما علینا الا البلاغ)

در ثنا پیر مغان

- ۱- پر ز می پیر مغان ما را بنوشانید جام
شد دلم آزاده آن دم از حلال و از حرام
- ۲- برد او آنجا مرا کانجا گناه و نی ثواب
نه کفر اسلام آنجا نی جماعت نی امام
- ۳- نی در آنجا جسم ماند نه بود اسم اندر آن
در تصور آمدم این از کجا باشد مقام
- ۴- این مقام حیرت و عبرت بود بین اندرو
نه رکوع و نه قیام و نه سجود و نه سلام
- ۵- این طریق- عاشقی برگزین بجان اے آشکار
تا بباشی دائما تو اندرین لذت مدام

- ۱- جب پیر مغان نے مجھے شراب سے لبریز جام پلایا تو
میرا دل حلال و حرام کی قید سے آزاد ہو گیا۔
- ۲- پیر مغان مجھے ایسی جگہ، لیگتھے جہاں نہ گناہ تھا، نہ
ثواب، نہ کفر اور اسلام تھا، نہ مقتدی اور امام۔
- ۳- وہاں نہ جسم کی موجودگی کا احساس تھا اور نہ کسی
مادی چیز کا نام و نشان۔ مینے سوچا کہ آخر یہ کونسا
مقام ہے۔
- ۴- در اصل یہ حیرت اور عبرت کا مقام ہے۔ اور غور سے
دیکھو گے تو وہاں نہ رکوع اور قیام نظر آئیگا اور نہ
سجود اور سلام۔
- ۵- اے آشکار! تو عاشقی کے اسی طریقہ کو اختیار کر تا کہ
تو ہمیشہ اس لازوال لذت سے بہرہ اندوز ہوتا رہے۔

ذکتم تصوف

از حضرت سچل سرهست علیم الرحمت

طالب حق را باید که از صفات خود فانی شود بصفات الله
باقی گردد و درخت خودی از بیخ بکند تا بر ذات خود و در
کل منظورات و تجلیات واجب الوجود مشاهده کند که
قوله الله تعالی "هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن" اے عزیز
طالب را باید که در کشتی فنا بنشیند و بداند که کشتی فنا
چیست یعنی لا اله پس کل منظورات و معلومات از تحت تا
فوق با ذات خود در لا کشد و در دریای هویت سیر کند و در
اثبات الاله غوطه زند تا به بقا برسد که قال الله تعالی شهد الله
از لا اله الا هو و قاعده علم نفس بر این گونه است که چون الا
بر هو آید هم موجودات را الا هو کند الا هو ماند و در تصورات
ربوبیت دل خود را بوستان گرداند و ثمره محبت بچیند و روح
خود را در انوار وحدانیت جلوه دهد و سر خود را در اسرار
از الوهیت مستر گرداند و تاج اخلاص بر سر نهد و کمر بند
حضور در میان بندد و بر مرکب عبودیت را در دست گیرد
و در میدان وحده اسب بتازد تا در مقام احدیت رسد. قوله تعالی
"کل هو الله احد". اے عزیز طالب را باید که دل خود را
به آب توحید پرورش دهد و روح خود را در انوار ظهور حق
منور کند و در دریای صانع غواصی کند تا گوهر انسان سری
وانا سره در دست آید زیرا که روح را جان می گویند و در
جان سیرست که آن را جانان می گویند و آن را که جانان
میگویند آن مقام ازان محبوب است بلکه عین محبوب است.

بدانکه یاد کردن حق تعالی بر سه ۳ نوع است، اول یاد
 بزرگان و یاد بدل و یاد بسر حدیث قدسی "ان فی جد ابن آدم
 بمصنفته وفي مصنفته قلب وفي القلب فواد و فی الفواد ضمیر سر
 وفي السر خفی و فی الخفی اند. ای عزیز طالب را باید که شهر
 شهوانیت ویران بسازد و غارت کند شهوانیت شهر نفسانی
 را گویند. شهر معانی را شهر روحانی گویند. پس طالب
 را باید که شهر روحانی را آبادان کند تا از نفس و شیطان
 خلاصی باید و ترکیه النفس حاصل کند و نجات دوئی را از
 قلب زائل کند و کسوت یگانگی را بپوشد و همیشه در شکر
 مشایده حق باشد که قول الله تعالی "فانیمما تولوا فثم وجه الله"
 و در اسرار پرده محبت داشتی در آید تا محرم راز و اسرار
 محبوب گردد که قول الله تعالی "فانیمما تولوا فثم وجه الله"
 واسع علیم" وقال علی ولی الله کرم الله وجهه ماریت شبا
 الادریت الله فیه وما رایت شبا الا هو و یس فی الدارین غیر الله
 و قال الله تعالی و الذین آهو اسد حیا الله.

غم بجائی دریای تلخ است که از آن دریگانه پیدا شوند
 و شادی مانند دریائی شیرین که از و ماهی بیرون می آید
 نکته

یاران وقت نو بهار پیش را بع بصری رحمت الله علیه
 آمدند و گفتند که بیرون آئی تا صفت حق تعالی بینی. رابع
 ایشان را گفت ای کوه بینا درون آئید تا صنایع را بینید.
 پس ازین معلوم شد که سفر ظاهر صفت دیدن است و سفر صنایع
 دیدن است.

چون اندر خویش می بینی جمال صفت یاری
چرا صائب نظر ناید نمودن روشی در کوئی
بیست معنوی

گر ترا مادر بترساند ز آب - تو مترس الله عالم بالصواب
۱- نقل است که کسی بیضه بدک زیر شکم ماکیان برداشت
هرگاه بچه از او پیدا شود همگی بسوئی دریای راهی می شد
بعد ماکیان او را چندانکه حین بار گردانیدن از آب کرده
هرگز باز نه گردیدند و در آب افتاده اند چنانچ "کل شیء
یرجع الی اصله".

۲- مریدی پیش مولانا شیخ سعید فاروقی رحمت الله علیه
عرض رسانید که خدا را جستیم نیافتیم پس فرمودند "کجا جستی
که نیافتی" درین یک حرف واقف اصرار کردند.

۳- روزی مولانا شاه عبد الرزاق رحمت الله از حضرت
غوث الاعظم شیخ المشائخ شیخ عبد القادر جیلانی رحمت الله
علیه پرسیدند که شریعت چیست، طریقت چیست، حقیقت
چیست، معرفت چیست. فرمودند شریعت کمر در اطاعت حق
تعالی بستن طریقت از خود گذشتن حقیقت خود را با خدا پیوستن
و معرفت در هر دو جهان بدان ذات پنداشتن. پس طالب صادق
را باید که عمل فرمود مذکور را بکار برند طالب و مرید را
باید که معنی این در دل داشته و خیال را جمع بخاطر کرده در
مراقبه نشیند انشاء الله تعالی مرغ جمیعت بدام او خواهد آمد
نزد قادر روحی مرید وهو علیم هو سمیع هر بهیر و هو کلیم.

۴- ای عزیز قلب را سه چیز سخت کند یکی بسیار خواب دوم بسیار طعام سیوم بسیار کلام.

۵- از جنید بغدادی رحمت الله علیه پرسیدند که دل کثی خوش شود گفت آنوقت که خدا در دل بود.

۶- نفس نتوان کشت الا با سه چیز خنجر خاموشی شمشیر جوع نیزه تنهائی ترک حجوم.

۷- در کتاب بحر العلوم آورده است که عمر پشم ۳ روز عمر مگس چهار روز عمر ملخ یکسال عمر مورچه و گژدم پنج سال عمر نور ۹ سو سال عمر زاغ و کنجشک هزار سال.

در بیان ذکر پاس انفاس

کلمه لا اله الا الله بادم فرو گذارد و کلمه لا اله الا الله بادم بالا کشید و بدم ذا کر گردد و در فرو گذاشتن و بالا کشیدن نظر بر ناف دارد و از اینجا ذا کر گردد دهن بسته بحرکت زبان بدم ذا کر بود. چندان ذکر کند که دم ذا کر گردد و مستغرق ذکر بود ذکر حیات گردد و در بیداری و خواب ذا کر بود پاس انفاس حاصل شود و ملاحظه و واسطه رعایت کند این ذکر را یاران محمد مهدی میکنند هر پاس انفاس بمحودم مشغول شود و دمسازی کند دم را بقوت بالا کشد و بمغز رساند چون ته گی نفس شود دم آهسته بگذارند چنانچه احساس آن دم نمود و این را تسکین نهند و امفاغ نام تعلق بمرشد دارد چون حرارت دم بمغز رسد منی گذاخته در وجود آید و محشم نگردد و چون دم فرویند و بالینه بادم حیات جمع گردد شود و یک گردد که

مجمع الجرین ارشادت بدان دارد و آن مقام آبجیات است آنگاه
روحانی گردد و عالم خیر و شر پیش آید و علم لدنی و علمنان
مزارن علما روئی بیکشاید و عمر دارد گردد و با خضر علیہ السلام
ملاقات شود صاحب تصوف و صاحب روزگار گردد درین کار
ترک جمع و تجرید تعزیر شرط است و ذکر پاس انفاس ذکر
شریف برکت عظیم دارد و ذاکر عارفانہ خدا است.



ترجمہ:-

ذکر تصوف از حضرت سچل سرور

طالب حق کو چاہئے کہ اپنی صفات کو فنا کر کے اللہ
کی صفات کے ساتھ باقی ہو جائے اور خودی کے درخت کو
حڑ سے کھود ڈالے تاکہ اپنی ذات اور جملہ کائنات میں اللہ
کی تجلیات اور نظاروں کا مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا
قول ہے ”ہوالاول ہوالآخر ہوالظاہر ہوالباطن“ اے عزیز!
طالب کو چاہئے کہ فنا کی کشتی میں بیٹھے۔ جاننا چاہئے کہ
فنا کی کشتی کیا ہے۔ یعنی لا اللہ پس کل مشاہدات اور
معلومات کو پستی سے بلندی تک بشمول ذات باخود لا میں
سمجھے اور ہویت (ذات باری تعالیٰ) کے دریا میں سیر کرے
اور اللہ کے اثبات میں غوطہ لگائے تاکہ بقا تک پہنچ جائے
کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے شہد اللہ از لا اللہ الا ہو علم نجس
کا قاعدہ یہ ہے کہ جب الا ہو پر آئے تو تمام موجودات کو



الّا ہو کرے الا ہو باقی رہے اور ربوبیت کے تصور میں اپنے
 دل کو باغ باغ بنائے اور محبت کا پھل چن لے۔ اور
 اپنے روح کو توحید کے انوار سے منور کرے اپنے سر کو
 الوہیت کے اسرار سے ڈھانپ لے اور اخلاص کا تاج سر پر
 رکھے اور حضوری کا کمر بند کمر میں باندھ کر عہدیت کے
 سواری پر قابض ہو کر وحدہ کے میدان میں گھوڑا دوڑائے
 تاکہ مقام احدیت میں پہنچ جائے قولہ تعالیٰ قل هو اللہ احد۔
 اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کو توحید کے
 پانی سے نشو و نما دے اور اپنی روح کو ظہور حق کے انوار
 میں روشن کرے اور صانع کے دریا میں غوطہ لگائے تاکہ گوہر
 انسانیت و آذنائی حاصل ہو اسلئے کہ روح کو جان کہتے
 ہیں جسکو جان کہتے ہیں وہ مقام محبوب کی ملکیت ہے
 بلکہ عین محبوب ہے۔

جان لے کہ اللہ کو تین طرح سے یاد کرتے ہیں۔ زبان
 سے دل سے اور سر سے۔ حدیث قدسی :- ان فی جدار ابن آدم
 بمنفعتہ و فی مصنعتہ قلب و فی القلب فواد و فی الفواد ضمیر
 سر و فی السر خفی و فی الخفی۔

اے عزیز طالب کو چاہئے کہ شہوانیت کو ویران اور
 غارت کر دے شہوانیت شہر نفسانی کو کہتے ہیں۔ شہر
 معانی کو شہر روحانی کہتے ہیں۔ پس طالب
 کو چاہئے کہ شہر روحانی کو آباد کرے نفس شیطانی سے
 نجات پائے تزکیہ نفس حاصل کرے۔ نجاست دوئی کو قلب



دور کرے اور یگانگی کے لباس کو پہنے ہمیشہ مشاہدہ
حق کے شکر میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فانما تولوا
فثم وجه اللہ۔

در اسرار پر پردہ محبت رکھے تاکہ محرم راز واقف اسرار
محبوب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فانما تولوا فثم وجه اللہ
واسع عظیم۔ وقال عاقل ولی اللہ کرم اللہ وجہہ ماریت شبا الادریت
اللہ فید وما درایت شبا الا ہو۔

شعر غم دریائے تلخ کی مانند ہے کہ اس سے یکتا موتی
پیدا ہوتے ہیں اور خوشی شہرین دریا کی مانند ہے
کہ اس سے پھل باہر آتی ہے۔ کچھ لوگ نوبہار کے وقت رابعہ
نصری رحمت اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا باہر آ تاکہ حق
تعالیٰ کی صفات کو دیکھے۔ رابعہ نے ان سے کہا اے کوتہ
بینو اندر آؤ تاکہ صانع کو دیکھے لو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ
سفر ظاہر کی صفت ہے صفات دیکھنا اور سفر باطن صانع کو
دیکھنا۔ جب اپنے من میں یار کی صفت کے جمال کو دیکھتا
ہر تو پھر صائب اسکی گلی میں اسکا چہرہ نظر کیوں
نہیں آئیگا۔

اگر تجھے مان پانی سے ڈرائے۔ تو مت ڈر اللہ نیک و بد
سب جانتا ہے۔

۱۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بطخ کا انڈا مرغی کے
نیچے رکھا جب اسکا بیج نکل آیا تو دریا کی طرف چلا
مرغی نے ہر چند پانی سے لوٹانے کی کوشش کی مگر وہ نہ
رکا پانی میں جا گرا۔ چنانچہ ”کل شیء یرجع الاصلہ“۔



۲۔ ایک مرید نے مولانا شیخ سعید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خدا کو میں نہ تلاش کیا نہیں پایا۔ پس فرما کہاں تلاش کیا اور نہ پایا۔ اس ایک ہی حرف میں واقف اسرار کر دیا۔

۳۔ ایک روز مولانا شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے غوث الاعظم شیخ المشائخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ شریعت کیا، طریقت کیا، حقیقت کیا اور معرفت کیا ہے۔

فرمایا شریعت تو حق تعالیٰ کی اطاعت کیلئے تیار ہونا طریقت خود سے گذر جانا یعنی (فنا فی الذات ہو جانا) حقیقت خود کو خدا سے واصل کرنا اور معرفت دونوں جہاں میں اس کی ذات کو تصور کرنا۔

پس طالب کو چاہئے کہ مذکورہ عمل پر گامزن ہو۔ طالب اور مرید کو چاہئے کہ اسکی معنی دل میں جان کر اور خیال کو دل میں بٹھا کر مراقبہ میں بیٹھ جائے انشاء اللہ اطمینان کا پرندہ اسکے جال میں آ جائیگا۔

فرد قادر روئی مرید وہو علیم وسمیع هو البصیر هو الحکیم۔
۴۔ اے عزیز! قلب کو تین چیزیں سخت کرتی ہیں۔ ایک بہت سونا، دوم بہت کھانا، سوم بہت گفتگو کرنا۔

۵۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ دل کب خوش ہوتا ہے کہا جس وقت کہ خدا دل میں ہو۔



۶۔ نفس کو سوائے تین چیز کے نہیں مار سکتے۔ وہ ہیں خاموشی کے خنجر، بھوک کی تلوار، تنہائی اور ترکِ ہجوم کے نیزے ہیں۔

۷۔ کتابِ بحرِ علوم میں بیان کرتے ہیں منہجر کی عمر تین روز مکھی کی عمر چار روز لڈی کی ایک سال چیونٹی اور بچھو کی پچاس سال نیولے کی نو سو سال کوئے اور چڑیوں کی عمر ہزار سال ہوتی ہے۔

کلمہ لا الہ سانس کے ساتھ نیچے لیجائے اور کلمہ لا الہ سانس کے ساتھ اوپر کھینچے سانس کے ساتھ ڈاکر ہو جائیگا نیچے لیجائے اور اوپر کھینچے زمینِ نظر ناف پر رکھے تو اس جگہ ڈاکر ہو جائیگا منہ بند کر کے زبان کو حرکت دینے سے دم ڈاکر ہو جائیگا اس طرح ذکر کرے دم ڈاکر ہو جائیگا ذکر میں فرق رہے ذکر حیات ہو جائیگا مرنے کا گھر ڈاکر ہو گا اس طرح ہنس انداس حاصل ہو گا۔ یہ ذکر محمد مہدی کے دوست کا کرتے تھے۔ وہ مگر ہنس انداس کھٹے تھے دم میں مشغول ہو اور دستازی کرے دم کو پورے زور سے اوپر کھینچے اور مغز پر پہنچائے جب دم گھٹے آگے آہستہ آہستہ دھوڑے جیسے تکلف محسوس نہ ہو اور مرشد کا تصور دل میں رکھے۔ دم کی حرارت مغز پر پہنچے گی منی پگھل کر وجود سے آئگی محتلم منی ہو گی۔ جب دم نیچے اوپر دم حیات کے ساتھ جمع ہو گا ہے اور ایک ہو جاتا ہے اسکی طرف



مجمع البحرین کا ارشاد ہے۔ یہی مقام آب حیات ہے اس وقت
روحانیت حاصل ہو جاتی ہے عالم خیر و سیر سامنے آتا ہے۔
علم لدنی علماء پر ظاہر ہوتا ہے عمر دراز ہو جاتی ہے اور
خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے صاحب تصوف اور
صاحب روزگار ہو جاتا ہے اس کام میں ترک جمع اور تجرید
تفرید شرط ہے۔ ذکر پاس انفاس ذکر شریف برکت عظیم
رکھتا ہے ذاکر عارف خدا ہے۔



مناجات

از: دیوان آشکار

بادشاہ ہا خلعتی از عشق پوشانی مرا
جرعہ از راہ توحیدت بنوشانی مرا
بر در درگاہ عالی روز و شب من سائل
کن ز لطف خویش روزی دست افشانی مرا
ہر کسی گوید کہ دشوار است راہ عاشقی
از توجہ خود کنی این راہ آسانی مرا
صد ہزاران طالبان باشند من یک نیستم
ہست در کوئی تو کردن جان قربانی مرا
پر ز ہمت کن دلم را اے توئی صاحب کرم
از خیالات دگر یک بار برہانی مرا
آشکارا چون شدہ در دل تو عشقش جاگیر
خوشترین باشد ہم از تخت سلیمانی مرا

ترجمہ ۱۔ اے بادشاہ مجھے عشق کی خلعت عطا فرما۔ اور مجھے
راہ توحید کا گھونٹ پلا

۲۔ میں آپکے درگاہ پر دن و رات سائل ہوں۔ اپنے لطف
و کرم سے مجھے سرفراز فرما۔

۳۔ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ عشق کی راہ دشوار ہے۔
لیکن اپنے کرم سے مجھے پر وہ راہ آسان فرما۔

۴۔ آپکے ہزاروں طالب ہیں، صرف میں ایک نہیں ہوں
جو آپکی گلی میں سر قربان کرنے والے ہیں۔



- ۴۔ اے صاحب۔ کرم میری دل کو اپنی نعمت سے بھر دے
اور غیر خیالات سے میری دل کو پاک کر دے۔
- ۵۔ اے ”آشکار“ اگر تمہارے دل کے اندر اسکا عشق
جانشین ہوا ہے تو یہ تخت سلیمانی سے بھی بہتر ہے۔

وفات حسرت آیات

یہ شاعر اعظم اور ولی کامل بتاریخ ۱۳۔ رمضان مبارک
سنہ ۱۲۴۰ ھجری بمطابق سنہ ۱۸۲۹ ع میں واصل بحق ہوئے۔
ہر سال ۱۳۔ رمضان کو آپکا عرس مبارک درگاہ شریف میں
بڑی دھوم دھام سے اور عقیدت مندی کے ساتھ منایا جاتا ہے۔
جس میں اس کے عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں شرکت
کرتے ہیں۔

ہندستان سے بھی انکے عقیدت مند ہر سال انکے مزار شریف
کی زیارت کو آتے ہیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔
سچل سرمست نے روحانی عظمت اور فیض عام کے وجہ سے
ایک لازوال مقام حاصل کر لیا ہے۔

ہمان دل است کہ پر از خزینہ عشق است
دگر فنا است مگر آن فنا نمی گردد

(آشکار)

۱۰۔ احمد مینشن۔ مال روڈ، لاہور

۸۔ جولائی ۱۹۶۶ ع



گزارش

اس سے پہلے سندھی ادبی بورڈ کے طرف سے مولوی محمد صادق صاحب نے سچل سرمست کا اردو کلام شائع کیا ہے لیکن انکو شاید یہ خبر نہیں تھی کہ یہ اردو کلام گذشتہ ڈیڑھ صدی پرانہ ہے لہذا آج کی اردو کے مقابلہ میں فرق ہونا ایک لازمی امر ہے۔ انہوں نے اپنی مرضی سے مطابق سارے کلام میں زبان کی درستی کر کے اپنی قابلیت دکھائی ہے جس سے کلام کا اصل لطف ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ کا اصل کلام دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ پرانے الفاظ کے معنی تحریر کئے گئے ہیں۔

الفقیہ

قاضی علی اکبر درازی

بسم الله الرحمن الرحيم

اردو کلام

نوٹ:- یہ کلام گذشتہ ڈیڑھ صدی پرانہ ہے لہذا آج کی اردو میں فرق ہونا ایک لازمی امر ہے۔

کافی نمبر ۱۔

ترجیح بندہ کہا کر سر انا ہو کہ سرے میدان آؤنگا
گلی اب چھوڑ دلبر کی۔ طرف دیگر نہ جاؤنگا

۱۔ کہا جب سر انا سرہ۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے
جہاں خلقت پاؤں نہیں پایا۔ وہاں کونٹل کڈاؤنگا

۲۔ نرد کر سر چلاتا ہوں۔ جو رکھ کر خیال خانے کا
بساطے برہ کی بازی بلاشک وہ بناؤنگا

۳۔ دئی کا دین باطل ہے۔ نکل باہر مذاہب سوں
حکم بھی وحدت کا۔ چپ و راست چلاؤنگا

۴۔ وہی یسوع وہی یسوع۔ نشانی حق کی بھی ہے
وہی منطق صحیح کر کے۔ کلمی سر ہم سناؤنگا

۵۔ مقرر ہوں میسر ہوں۔ قدم باہر نہ دھرتا ہوں
ملاست بار باری ہے۔ جو اب سر پر اٹاؤنگا

۶۔ کہا ہے پیر یوں مجھ کو۔ نہیں تم غیر حق ہرگز
ولا موجود الا ہو۔ نقارہ یہ۔ بجاؤنگا

۷۔ حکم ہوتا ہے جب مجھ کو۔ بجاؤ نوبت انا الحق کی
اسی عالم میں برہم کا۔ تماشا تب دکھاؤنگا

- ۸۔ ہو الظاهر ہو الباطن۔ جو دونوں جگہ میں حق ہوتا
 کہا جو کچھ منصور سولی پر۔ وہی میں کہاؤنگا
 ۹۔ ”سچل“ ہے سر معنی کا۔ جو جس دیکھا ہے تس دیکھا
 عشق کی آگ میں ”یارو۔“ دل و جان دم جلاؤنگا۔

کافی نمبر ۲۔

- ترجیح بند: اگر اپنا قدر جانو۔ سپہ سالار تم ہوگا
 کیا اندر کیا باہر۔ ہم اظہار تم ہوگا
 ۱۔ عجب ہے بات باطن کی۔ بگوشہ دل سنو صاحب
 یقین کے آو میدان میں۔ اصل اسرار تم ہوگا
 ۲۔ ہوینگے کب تک غافل۔ ”قدر نعمت اپنی سے
 جو آپکو کر صحیح جانے۔ سوئی سردار تم ہوگا
 ۳۔ گمان کو چھوڑ کر دیکھو۔ دئی کو دور کر دل سے
 جسکی طلب کرتے ہو۔ وہی تکرار تم ہوگا
 ۴۔ کیا کیا کام اسکندر۔ جو فاتح ملک لیجاتا
 پکڑ لے ملک دل کا تم۔ سکندر وار تم ہوگا
 ۵۔ سولی پر جب چلے حلاج۔ فارغ ہوا وہ ہستی سے
 کمر باندھو انا الحق کی۔ نظر نروار تم ہوگا
 ۶۔ رموز یسمع و بی ببصر۔ تحقیق میں صحیح کرتا
 تعجب کیا؟ یہ سچ توئی۔ یکا یک یار تم ہوگا
 ۷۔ سچل کی ذات معلوم ہے۔ جو سمجھا وہی ہے تم
 نہیں کوئی دوسرا دلیر۔ وہی دلدار تم ہوگا۔

کافی نمبر ۳۔

ترجیح بند: آج ویسے یارو آؤ۔ دیکھو تماشا یار کا
اس وقت میں ظاہر ہوا۔ درشن میرے دلدار کا

۱۔ ہاتھ لے شمشیر آیا۔ اور حسن کی فوجیں بھی ساتھ
کون آکر سر جھلینگا۔ تاب اس تلوار کا

۲۔ نینا سے ناز سر۔ دل ہماری لٹ گئی
عاقبت میں ایک دن۔ دیکھو نگر تماشا دار کا

۳۔ عشق کی آتش جلاوے۔ ایک پلک کونین کو
میں بیچارہ کون ہوں۔ عاشق تیرے نظار کا

۴۔ کہہ انا الحق شوق سے۔ منصور سولی پر چڑھا
کتلی مدت سے ہے ”سچل“۔ طالب اس خمار کا

کافی نمبر ۴۔

آؤ سنو اے یارو۔ ہے عشق انتظاری
آرام نہیں بل بھر۔ ہر دم ہے بیکراری

۱۔ ہے زار زار رونا۔ یہ کام عاشقوں کا

گاری گلے میں ہر دم۔ عجز و نیاز زاری

۲۔ کیا خویش کیا قبیل۔ سب سے جدا ہوا ہوں

میں بھی اٹھایا سر پر۔ برھے کا بار بھاری

۳۔ یہی ہاتھ سے صنم کو۔ چھٹکے خدنگ خونی

عاشق کو آ لگا ہے۔ ناگہ گلے میں کاری

۴۔ شاہ عشق چڑھا ہے۔ دیکھا ”سچل“ تماشا

میرا عقل دیکھنے سے۔ یکبار ہوا فراری

کافی نمبر ۵۔

- حق پاک ہے حق پاک ہے۔ حق خالق۔ اخلاق ہے
 گہ "خوارم" و بیباک ہے۔ کہیں وہی غمناک ہے
 ۱۔ کب وحی پر فرمان ہوا۔ میرے یار پیارے کو لے آ
 صد ناز و عزت سے بلا۔ وہ صاحب۔ لولاک ہے
 ۲۔ کب شرع واعظ کہتا ہے۔ کب مٹخانہ وچ رہتا ہے
 کب خاک غلطان بہتا ہے۔ کب دست در فتراک ہے
 ۳۔ کب شہ حسین کب شہ حسن۔ کب انکے ریگن پیرہن
 کب سرخ کب سبزہ بدن۔ کب وہ خوش پوشاک ہے
 ۴۔ ہر جا ظہور یار ہے۔ سب میں "سچل" اسرار ہے
 دیکھا جس نے اظہار ہے۔ اسکا جگر صد چاک ہے

کافی نمبر ۶

- اے یار جب سر دیویں۔ تیرا نام تب عاشق ہوا
 منصور اول سر دیا۔ تب سے سارا انا الحق ہوا
 ۱۔ اس عاشق انا الحق کا۔ نعرہ لگایا آکے
 سر اپنا ظاہر کیا۔ ہر طرف سے تارک ہوا
 ۲۔ طالب ہووے جب یار کا۔ آ تو عشق کے میدان میں
 عاشق اسکو ہم کہوں۔ جو تیغ سے دو تک ہوا
 ۳۔ عشق میں رونا زار زار۔ نا خواب نا آرام ہے
 جس دل سے برہا لگا۔ وہی لا تعلق ہوا
 ۴۔ پیر مغاں کے آستان پر۔ پڑا رہ تو اے "سچل"
 تجھکو کیا پرواہ ہے۔ تیرا پیر عبد الحق ہوا

کافی نمبر ۷

مجھکو تیرا جادو لگا۔ نا صبر نا آرام ہے
تیرے طرف سے اے صنم۔ نا خط نا پیغام ہے

- ۱۔ آتش لگائی جان سون۔ فریاد پر فریاد ہے
مرتدوں تیرے ہجر میں۔ سر سوز کی صمصام ہے
- ۲۔ اس حال اپنے کی خبر۔ کسکو سناؤں اے سجن
جنجال ہے یہ زندگی۔ مرنے میں میرا کام ہے
- ۳۔ یا مکہ سے برقہ دور کر۔ یا خون تیرے گل ہوا
تم ہیں بہا میرے خون کی۔ مجھکو یہی الہام ہے
- ۴۔ آنکھیں جادو گر تیریاں۔ جس نے میری دل لوٹ نیتی
پھر پڑے زلف کے پیچ میں۔ ”سچل“ دلوں کا دام ہے

کافی نمبر ۸

بنا کر آدمی صورت۔ سارا مظہر خدا ہوگا
کبھی کرار حیدر ہے۔ کبھی شاہ مصطفیٰ ہوگا

- ۱۔ کبھی فرعون کبھی موسیٰ۔ چڑھا تھا طور سینا پر
کبھی کافر کبھی ملحد۔ کبھی وہ اولیا ہوگا
- ۲۔ کبھی یعقوب کبھی یوسف۔ کبھی عاشق زلیخا ہے
کبھی ہے مصر میں بکتا۔ کبھی خود بادشاہ ہوگا
- ۳۔ کبھی خادم کبھی مرشد۔ کبھی ابر کبھی قطرہ
کبھی صاحب ملامت ہے۔ کبھی وہ رہنما ہوگا
- ۴۔ ”سچل“ یہ سچ کہتا ہے۔ تیرے ہی پیچ میں یارو
وہی اندر وہی باہر۔ وہی ارض و سما ہوگا

کافی نمبر ۹

آدم جسکا نام۔ مولیٰ کون کہائینگا

پریم گرو دھم دھام۔ باتیں برہ بتائینگا

۱۔ انا احمد بلا مہمی۔ آپ کریمی آپ رحیمی
آپ کر کے قتل عام۔ منکر مار منائینگا

۲۔ اول ہوندے بچہ ایانے۔ پھر ہوندے پیر سیانے
زہرک مست مدام۔ سہنیں رنگ رچائینگا

۳۔ خود ہے شریعت اندر شامل۔ کفر اسلام کے خود ہے مائل
خود گنگا خود ہر نام۔ حاجی بن بن آئیگا

۴۔ کوچک شہر درازیں تھانے۔ گرو داہے وہاں مٹخانے
خود ہے آری جام۔ ”سچل“ نام بتائینگا

کافی نمبر ۱۰۔

آیا وہ یار آیا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

رخ دوست نے دکھایا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

۱۔ اس حال نا توں کی۔ پرش بہت تھی اسکو
مجھکو گلے لگایا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

۲۔ غفلت کے خواب اندر۔ دن رات میں پڑا تھا
برہے نے ہی جگایا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

۳۔ معشوق کی نظر سے۔ دل خوش ہوئی ہے میری
فرقت کا غم مٹایا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

۴۔ پہچان اے ”سچل“ تو۔ صورت خیال والی
مرشد نے یہ بتایا۔ کہتا ہوں حمد اللہ

کافی نمبر ۱۱۔

- سنو رے آج سر مورے۔ برہ باران آیا ہے
کرم کر کے صدف اوپر۔ ابر نیسان آیا ہے
- ۱۔ زلیخا کے طالب سیتی۔ تمنا ملے وکاس کی
مصر بازار میں چنچل۔ کنون کنعان آیا ہے
- ۲۔ برہ لاون کی خواہش سے۔ ظہورہ کر وہی بیچون
اسی جگ میں وہ ماجر۔ بن انسان آیا ہے
- ۳۔ لٹک نے زلف دلبر بند۔ چیرا سر پر گلابی کا
قتل کے عاشقان سیتی۔ جو کر طولان آیا ہے
- ۴۔ تجلی دیکھ کر موسیٰ۔ ہوا مدھوش مستی میں
شعاع۔ شمع کے اوپر۔ پلٹ پروان آیا ہے
- ۵۔ ”سچل“ کر گوئی سر میدان۔ سری آگے سریجن دھر
ہلان کر حسن دیاں دلبر۔ سرے چوگان آیا ہے

کافی نمبر ۱۲۔

- خاص خداوند ہے۔ پاک خداوند ہے
گاہے شرف بو علی۔ گاہے اییچند ہے
- ۱۔ گاہے وہ آسودگی۔ گاہے پراگند ہے
گاہے گریاں سوزاں ہے۔ گاہے خندان خند ہے
- ۲۔ گاہے وہ شہباز شاہ۔ گاہے وہ مروند ہے
عرب عجم روم شام۔ گاہے وہ سندھ ہے

- ۳۔ راہ حقیقت پھی ہے۔ فکل نہ کوئی فند ہے
گاہے وہ بے قید ہے۔ گاہے وہ در بند ہے
- ۴۔ سچل کہیں ساکن نہیں۔ ہر جاٹی وہ باشند ہے
پیر عبد الحق میری۔ جان اور جند ہے

کافی نمبر ۱۳۔

- دل میری ویران ہوئی۔ یار سیلانی ہوا
زاہدا اس دل میری پر۔ داغ صنعانی ہوا
- ۱۔ نہیں جمعیت دل میری کو۔ ہجر کی ہیہات ہے
اب دیوانہ ہو پھروں۔ کس جاٹی پر جانی ہوا
- ۲۔ ہے یہ غنیمت مجھ کو۔ یارو دوستی دلداری کی
میں بیگانہ ہو رہوں۔ جب یہ جگ فانی ہوا
- ۳۔ ایک پلک میں درشن پایا۔ پھر اس سے لیا فراق
یہ وصال یار کی۔ جون ابر آسمان ہوا
- ۴۔ ہو گداگر میں پھروں۔ اب یار کیتے در بدر
کس گلی میں کب جو دیکھوں۔ سیر سلطانی ہوا
- ۵۔ شرط مردی کا یہ ہے۔ مرنا اس کی طالب میں
سر "سچل" کا اس گلی میں۔ کار قربانی ہوا

کافی نمبر ۱۴۔

- ہاتھ پر لعلی لگائی۔ آج کیسا دن ہوا
وہ لٹک نے زلف۔ چیرا سراو پر سوسن ہوا
- ۱۔ یہ کہا معشوق، اے مور کہ۔ برہ سے بے خبر
ہاتھ میں تلوار ہے۔ تیرا کہاں تن من ہوا



- ۲- عاشقان ہم قتل کیتا۔ ہاتھ سے لہو لگیا
جب اول سر دیونا ہے۔ تب میرا درشن ہوا
۳- خون جگر میرے عاشقان کا۔ تس میں میرے چہرا رنگا
میرے ہاتھ سے جسکی شہادت۔ تسکون کیا کفن ہوا
۴- زلف ہے زنجیر میرے۔ دام کیتے عاشقان
جو آوے اس دام میں۔ وہی وہاں مدفون ہوا
۵- آج دن ہے دیکھنے کا۔ اب میں کھولا ہے نقاب
نام جو تیرے اوپر۔ وہی ”سچل“ سمجھن ہوا

کافی نمبر ۱۵۔

- اس چشم میری ایسا۔ اسرار دیکھا تھا
بیچ ابر کے آفتاب کا۔ انوار دیکھا تھا
۱- جس نور کی تجلی۔ سارا طور جلایا
اس دل کی گلی میں وہی۔ چمکار دیکھا تھا
۲- جس جائی سے علما ٹوں نے۔ پرہیز کیا ہے
تسی جائی میں اسی نور کی۔ جھلکار دیکھا تھا
۳- از دیکھنے ہادی کے۔ سارا کام میرا تھا
اس صورت مرشد کی میں۔ دیدار دیکھا تھا
۴- جیسے سورج کا نور۔ بھر جائی ہے برابر
تیسے ہر مظہر میں اسکا۔ انظار دیکھا تھا
۵- کہ کلمہ انا الحق کا۔ یک بار یقین سے
منصور اس اسرار اوپر۔ دار دیکھا تھا
۶- تس بحر میں ”سچل“ آیا ہے۔ جسے کوئی ناکنارہ
اس بحر میں عشاق۔ نگوں سار دیکھا تھا



کافی نمبر ۱۶۔

ساجن پیالا پریم کا۔ مجھکو پلا گیا
دست میں صراحی رہ گئی۔ ساقی کجا گیا

- ۱۔ نہ تھی امید دل کو۔ حسنی کی اے سجن
دل کو دلاسا دیکر۔ جانی تنہا گیا
- ۲۔ زخمی ہوا یہ بخشو۔ لاچار ہوں بڑا
جانی کمان کشکر۔ جنہ گی چلا گیا
- ۳۔ دلبر جو دل کو لٹکرے۔ پائے نہ مڑے جھاتی
مجنون مجھکو کر کے۔ حانی بھلا گیا
- ۴۔ طاقت نہ رہی ملن کی۔ "سچل" جو بولتا نہیں
زخمی جگر کو کر کے۔ داروں پلا گیا

کافی نمبر ۱۷۔

آنکھیں کے ناز تیرے۔ مجھکو غلام کیا
تمارا عشق میں نے۔ پیشوا امام کیا

- ۱۔ کس کوں آگہ میں کروں۔ اس حال اپنے کی
تمارے درد مجھکو۔ سجن تمام کیا
- ۲۔ تیریاں نے دیکھ بے پروا ہیان۔ سنو اے صنم
اپنے گوش پر انگلیاں۔ خلق خاص عام کیا
- ۳۔ کیا ٹھکانا میرے۔ دل پر عشق تیرے
عقل علم اور سنت۔ فرض سلام کیا
- ۴۔ شکر کروں میں ہر دم۔ صد بار الحمد للہ
"سچل" کو عشق تم نے۔ اپنا انعام کیا

کافی نمبر ۱۸

- کرتا ہوں اے سرینجن۔ اس باب شکر اللہ
تیرے پرہ نے کیا ہے۔ بیتاب شکر اللہ
- ۱۔ دیکھن سے نین خونے۔ حیرت میں ہوا ہا ہوں
بے آرام تو نے کیا۔ بیخواب شکر اللہ
- ۲۔ کیا قول کیا سپارہ۔ کیا ورد کیا وظیفہ
شد جزم بھول گئے۔ اعراب شکر اللہ
- ۳۔ وحدت کا اڑکے آیا۔ شہباز دل میری پر
ساری ہی ٹوٹ گیا ہے۔ آداب شکر اللہ
- ۴۔ ظاہر کیا جو باطن۔ باہر اندر ہی تم ہو
"سچل" سپرد کیا تجھ کو۔ ہر بات شکر اللہ

کافی نمبر ۱۹

- بنا کر آدمی صورت۔ سراسر خود خدا ہوگا
کبھی یونس کبھی یوسف۔ کبھی وہ مصطفیٰ ہوگا
- ۱۔ کبھی ماتم زدہ وہی۔ کبھی ہے بیچ عشرت کے
کبھی اسم حسن ہوگا۔ کبھی شہ کربلا ہوگا
- ۲۔ کبھی صاحب عظم ہوگا۔ کبھی ہستا کبھی روتا
کبھی عیسیٰ کبھی موسیٰ۔ کبھی وہ مرتضیٰ ہوگا
- ۳۔ کبھی لیریاں کبھی گودریاں۔ کبھی اطلس حریر ہے
کبھی درویش کبھی پیادہ۔ کبھی وہ بادشاہ ہوگا
- ۴۔ کبھی روتا کبھی ہستا۔ کبھی سکھ دکھ بیچ ہوتا
کبھی بد خواہ بد نیت۔ کبھی وہ آشنا ہوگا

۵۔ کبھی ہے موج لک لہریاں۔ کبھی کڑتا کبھی بہتا
کبھی دریا کبھی کشتی۔ ”سچل“ وہ ناخدا ہو گا

کافی نمبر ۲۰۔

- ۱۔ تمہارے ناز نے۔ میری دل کو کئی اسرار کیا
میرے پاس آؤ اے سجن۔ مجھ کو برہ بیمار کیا
- ۲۔ تیرے غمزے سے اے صنم۔ بے جان ہوں بے جان ہوں
خونی حسن کو دیکھ کر۔ تیرا عشق میں اختیار کیا
- ۳۔ تس دن دلا سے دیگئے۔ تم ہم سے ہیں میں تم سے ہوں
وہی پال اپنا اے سجن۔ مجھ سے جو تم اقرار کیا
- ۴۔ در در پھروں اس درد سے۔ ہٹے ہٹے نمانا ہو کے
دل ہاتھ سے میری گئی۔ تم نے گلے کا ہار کیا
- ۵۔ وہ تار تیرے زلف کی۔ عاشق پڑا ہے پیچ میں
اسکا نہ پھر چھوٹن ہوا۔ ”سچل“ شکر صد بار کیا

کافی نمبر ۲۱۔

- ۱۔ ہاتھ پر لائی لگائی۔ آج کیا اسرار ہے
عشاقان اب قتل ہوتا۔ رت سیتی تلوار ہے
- ۲۔ ہاتھ میرے رت لگانا۔ عشاقان کے قتل میں
تم بھی آؤ سر دیو۔ جب عشق تو اختیار ہے
- ۳۔ سر تما چھوڑ۔ میرے پاس آ یہ کیا ہے
یک نگہ واصل کروں۔ میرا بھی اقرار ہے
- ۴۔ ہو پتنگ ”سچل“ پریم کا۔ پڑو حسن کی شمع میں
چوں خلیل الہ پر۔ اوئی آگ کل گزار ہے

کافی نمبر ۲۲۔

تیری آنکھوں کا مجھ کو۔ یہی انتظار ہونا
تیری مکھ دیکھن کے کیتے۔ دل بیقرار ہونا

- ۱۔ اس دل میں عشق تیرے۔ وہ شور شر مچایا
تیرے ہجر سے رونا۔ مجھ کو بار بار ہونا
- ۲۔ سولی اوپر چڑھا ہے۔ منصور اس درد سے
پینے شراب سیتے خونِ خمار ہونا
- ۳۔ چشماں تیریاں شکاری۔ مجھ کو قتل کرینگے
مجھ کو عشاقان کا۔ شوق و شکار ہونا
- ۴۔ تجھ بن نہیں کوئی طاقت۔ مجھ کو اے سرجن
روز ازل سے یوں۔ میں بے اختیار ہونا
- ۵۔ عاشقاں کسی آہ سیتی۔ تجھ کو کنارہ لینا
یہی آگ عشق کی مین۔ شور و شرار ہونا
- ۶۔ ”سچل“ بیچارہ کیا ہے۔ آشتہ تو صنم کا
عاشق تیرے درشن کان کوئی لک ہزار ہونا

کافی نمبر ۲۳۔

تیرے مان کے کیتے۔ میں منتظر ہوا ہوں
بے زر غلام تیرا۔ میں سر بسر ہوا ہوں

- ۱۔ پھر دیکھ، طرف میرے۔ تجھ بن پھروں اداسی
تیرے لئے گداگر۔ میں در بدر ہوا ہوں

- ۱۔ روتا تیرے ہجر میں۔ دن ریں ہمنا ہونا
 حبل الوریث ہستی۔ ہم بے خبر ہوا ہوں
 ۲۔ امید ہے فضل کی۔ تجھ میں ہی عاشقان کو
 لا تقنطو من رحمت۔ میں بے خطر ہوا ہوں
 ۳۔ دوری یہ ہمن جاتی۔ کوئی دم نہ دور تم ہیں
 تیرے کرم کی سیتی۔ دم در نظر ہوا ہوں
 ۴۔ فریاد اے سر یجن۔ سن نام۔ خدا "سچل" کی
 ۵۔ آدیکھ حال میرا۔ کہ اندر شرر ہوا ہوں

کافی نمبر ۲۴۔

- میرے پاس کہ اے قاضیا۔ کیسا تمہارا کام ہے
 تجھکو کتابوں کی خوشی۔ مجھکو سارا ماتام ہے
 ۱۔ بالین کتابوں کا ورق۔ عاشق عشق کی آگ میں
 میرا نام ایک یاد کر۔ یہی دوست کا پیغام ہے
 ۲۔ اسکے ہجر مجھکو لیا۔ کہتے ہو تم کتاب پڑھ
 میرے گھر اس محبوب کے۔ آنیکا آج انجام ہے
 ۳۔ ایک دم ہزارن یار کون۔ نہ عاشقوں کا کام ہے
 مجدہ سہو اسکو نہیں۔ جسکا عشق امام ہے
 ۴۔ وہ نیک نامی تم لیئے۔ اے عشق سیتی بے خبر
 تیری جماعت کے آگے۔ بڑھا سارا بدنام ہے
 ۵۔ یہی درد سر مطلب ہوا۔ مرشد مجھکو یوں کہا
 بن عشق "سچل" یار کے۔ کیا کفر کیا اسلام ہے

کافی نمبر ۲۵۔

برہا ہے سارا مشکل بازی۔ کون دے ہاتھ لگاویگا
بے سروپا یگانا ہو کر۔ عاشق اس کا آویگا

۱۔ عشق کی یہ نشانی پہلی۔ دین کفر کو اڑاویگا

جس کا ہاتھ پکڑ لیا برہے۔ تس کا سر کٹاویگا

۲۔ عشوہ عشق یہی ہے یارو۔ سولی پر چڑھاویگا

دیکھنا ہے اب اسکے پیچھے۔ کیسا رنگ بناویگا

۳۔ دنیا کے میدان کے اوپر۔ کوئل عشق کٹاویگا

سچل سوز فراق دیاں فوجاں۔ پتے پتے برہ بچھاویگا

کافی نمبر ۲۶۔

تیرے درد مجھ کو جانی۔ یوں بے خبر کیا ہے

مجروح میری دل کو۔ تیری یک نظر کیا ہے

۱۔ ناحق مسافروں سے۔ نینا کیستی لڑائی

ہم نے گواہ اس پر۔ سارا شہر کیا ہے

۲۔ ابرو کج کمانا۔ مڑگان خند نک باران

ہم نے جو تس کے آگے۔ سینہ سپر کیا ہے

۳۔ طالبس کیا افلاطون۔ لقمان بند ہوتا ہے

تیرے زلف اسی سیٹی۔ کیسا قہر کیا ہے

۴۔ میری گلی میں آؤ۔ دے دو صنم دلا سے

تیرے وعدے مجھ کو۔ یوں منتظر کیا ہے

۵۔ اتنی جو بے نیازی۔ ساجن نہ کر "سچل" سے

کب اس گلی میں تم نے۔ کس دن گذر کیا ہے

کافی نمبر ۲۷۔

- مجھ کو جو مارتی ہے۔ جانا تیری جدائی
دلبر تیرے ہجر سے۔ در در کروں گدائی
- ۱۔ در در پھروں دیوانہ۔ تیرے فراق سیتی
مجھ پر تمام کی ہے۔ یوں خلق نے رسوائی
- ۲۔ دو چہار دن وصل سے۔ دو چہار دن فراقی
سیکھا تو کس سے جانے۔ یہی رسم آشنائی
- ۳۔ لٹا سے دل پڑا ہے۔ ”سچل“ تیرے شہر میں
اسکے اندر میں تیری۔ نوبت برہ بجائی

کافی نمبر ۲۸۔

- اس درد سوں رے تجھ کو۔ ساری خبر پڑیگا
درد عشق سوں رے ”عاشق“ سولی اوپر چڑیگا
- ۱۔ دیکھ۔ حسن، عاشقان کو۔ دیوانگی جو ہوئی
یہ پیچ زلف کے میں۔ دل عشق سے اڑیگا
- ۲۔ شاہ۔ حسن چڑھا ہے۔ نازوں کے فوج سیتی
غمزے کا وہ لٹک کر۔ عاشق سے اب لڑیگا
- ۳۔ برہے کا بادشاہ۔ جب دل پر مکان کہتا
اسلام کفر کو تب۔ بھی تاب سان تڑیگا
- ۴۔ نینا کے دیکھنے سے۔ آہو خجل ہوتا
کیا چاند کیا ستارے۔ کورنش ”سچل“ کریگا

کافی نمبر ۲۹۔

بیمار ہوں تیرے برہ کا۔ چھوٹن میرا مشکل ہوا
یہی درد میرا دیکھ کر۔ افلاطون لا یعقل ہوا

۱۔ یہی درد تیرے عشق کا۔ مجھکو غنیمت ہے صنم

وہ جون اندھیری رین میں۔ مشکل کشا مشعل ہوا

۲۔ جس سے فلک نے کل ملک۔ درتی یون کیتی ابا

وہی بار باری برہ کا۔ آدم اوپر نازل ہوا

۳۔ اے یار تم آتا نہیں۔ مجھ پر شفا بخشی کرو

اس درد میری کمی دوا۔ اوٹ تیرا یک پل ہوا

۴۔ جب درد غم دل کو لگا۔ اسکی دوا پوچھن نہیں

اس درد سے سارا ”سچل“۔ مقصد تیرا حاصل ہوا

کافی نمبر ۳۰۔

قاضی تجھکو کیا کہوں۔ جو یار موجد دار ہوا

یار موجد دار ہوا۔ بحر لہر دار ہوا

۱۔ الف کی گدڑی میں۔ اور کوئی دیدار ہوا

جنہاں دل دھیان لایا۔ تار میں ہوشیار ہوا

۲۔ سرخی لعل لبوں پر۔ رخ محراب ہوا

یا تو وہ مست ہوا۔ یا تو خلعت دار ہوا

۳۔ ”سچل“ وہی نام کر کے۔ آیا اس چوگان میں

سولی پر مست ہوا۔ یا تسو ہسوار ہوا

کافی نمبر ۳۱۔

- مجن چا بار برھے کا۔ اس عالم میں آیا ہے
 سیر لیلی سفیدی کا۔ برابر رنگ بنایا ہے
 ۱۔ کبھی مومن کبھی مسلم۔ کبھی کافر کہلایا ہے
 کبھی ملا کبھی قاضی۔ کبھی برہمن بلایا ہے
 ۲۔ نہ جائے اس معما کو۔ کس نے کس کو بھلایا ہے
 خالق الانسان علی صورتہ۔ یہ کس نے سنایا ہے
 ۳۔ دیکھو منصور ہو کر کے۔ سولی پر سلایا ہے
 زلیخاں ہو کر یوسف پر۔ مصر میں دھم مچایا ہے
 ۴۔ ”سچل“ کے صنعت میں۔ یہی انچھرا الایا ہے
 کوئی مجھے لکھاں وچوں۔ رمز ربی رلایا ہے

کافی نمبر ۳۲۔

- کانگے مجھکو خیر کیتی۔ اب یار میرے گھر آویگا
 آویگا ول جاویگا۔ پھر تجھکو برہ بچھاویگا
 ۱۔ یار غیور ضرور اول سے۔ عاشق کو آزماویگا
 پہلے مکھ دکھالے ول ول۔ سیتی ہجر آڑاویگا
 ۲۔ دم دم دوست دلائے دیکر۔ پیالا سوز پالاویگا
 کس دن آپ دکھا ویگا۔ پھر کس دن آپ چھپاویگا
 ۳۔ ”سچو“ تجھکو دلبر اپنا۔ آپ دیدار دکھاویگا
 جب تب اول آخر ساجن۔ پاؤں تیرے در پاویگا

کافی نمبر ۳۳۔

حیران کیا حیران کیا۔ مجھکو حسن حیران کیا
میری دل کو کس واسطے۔ پریشان کیا پریشان کیا

- ۱۔ وہ ناز غمرے کا لٹک۔ چاڑھیا دلیر سر میرے
جادو لگا پر دل میرے۔ جادو گرے مستان کیا
- ۲۔ زلفان سجن میرے گل بڑے۔ پیچاں پیچ کاریہر ہوا
مکھ کیون چھپایا تم مجھے۔ تیری دوستی دیوان کیا
- ۳۔ منصور یا سرمد کہوں۔ یا شمس تبریزی کہوں
تیرے اس گلی میں داستان۔ سر جان میں قربان کیا
- ۴۔ ”سچل“ نمانا کون ہے۔ دعویٰ کرے تیرے عشق کی
واہ واہ اس مسکین کو۔ تیری دوستی سلطان کیا

کافی نمبر ۳۴۔

- ۱۔ دلبر کے در اوپر۔ میں دیوانہ ہو رہا ہوں
یار وے اس جہان سوں۔ بیگانہ ہو رہا ہوں
- ۲۔ ویکھن سیتی فہم عقل۔ ہم سوں اڑ گیا
وہ زلف پیچ و پیچ میں۔ مستانہ ہو رہا ہوں
- ۳۔ معشوق آج سر پر۔ چیرا بنا کے آبا
میں اس حسن شمع پر۔ پروانہ ہو رہا ہوں
- ۴۔ آج یار کون جو۔ تیر وساؤں دا خیال ہے
سینہ ”سچل“ میر کر۔ نیشانہ ہو رہا ہوں



کافی نمبر ۳۵۔

کس نوں میں کہہ سناواں۔ میرا یار ہے خیالی
میرا حال پوچھتا نہیں۔ ہے اصل لاوہالی

۱۔ آؤ سنو رے سیان۔ وہ وہ یار میرے

دلیاں کے لوٹنے کی۔ کیتی ہے استعمالی

۲۔ کجلے آنکھوں کوں۔ دلبر لالی کا رنگ لگایا

کیتا ہے پر پیالی۔ داروں کی پر نکالی

۳۔ آیا جو نظر بسیمہر۔ مجھ کو رہے بیچان پیچی

گلی پر لٹک رہے ہیں۔ ظالم کے زلف کالی

۴۔ وہ عشوہ ناز سیتی۔ آتا ہے عاشقان پر

مدہوش ہو رہا ہوں۔ بھی دیکھ چست چالی

۵۔ بیچارہ ایک نہیں۔ میں آشفہ اس صنم کا

کتنے ہوتے ہیں حیران۔ دیکھ حسن لایزالی

۶۔ کب مہر سبتی آوے۔ کس دن میری گلی میں

دن رین در اسی کہے۔ ہے سگ "سچل" سوالی

کافی نمبر ۳۶۔

کیا کروں میں جو۔ میرا کوئی اختیار نہیں

ہائے ہائے پاس میرے۔ آج وہ دلدار نہیں





- ۱- مجھ کو اس ہجر لیا۔ دیدون کسی کو فریاد
ہائے ہائے حال میرے۔ جو یکدل یار نہیں
- ۲- نبض دیکھنے سے۔ افلاطون سون لیا بے خبر
ہوے ہوئے کرنے رہا۔ مست سو ہوشیار نہیں
- ۳- یار بن ہے زندگی۔ ایسی مجھ کو عذاب
خاک ہے دیدہ اسے میں۔ جسے دیدار نہیں
- ۴- یوں کہا یار ”سچو“۔ تجھ کو میرا درد نہیں
رو رو نے ہمنے پڑا ہوں۔ تب بھی اعتبار نہیں

سراڈکی کلام نمبر ۳۷

محمدی مظهر دے وچ ہويا نور نظارا

- ۱- حق ظہور تھن وچ ہويا۔ سٹ تون یار پیارا
- ۲- ہرگز بے کنہن طرف نہ ورے۔ دیکھ اتھاں وٹجارا
- ۳- وچ مونارے محبت والے۔ سچ چنڈ سو مونارا
- ۴- ذرے ذرے تون جھاتی پاویں۔ دیکھیں نور نظارا
- ۵- آپ تون جان سجان انھیں کو۔ ہوش رکھیں ہوشیارا
- ۶- خودی کنوں تو بے خود ٹیویں۔ عین ہووین اظہارا
- ۷- اسم جسم کو ویکھ کر ہن۔ پل گیا جگ سارا
- ۸- قدماں ہیٹ پہلے سر دھرنا۔ تا کل پوٹی سر سارا
- ۹- اندر اھو بادشاہ پولیندا۔ ”سچل“ محل مونارا

سراٹکی کلام ۳۸۔

ڈانک یوسف فقیر طالب سچل سرہست

—*—

ترجیح بند: پرت پال تم دا تا۔ ننگ پال تم ہیں
ہم کون بیچاری ڈاری۔ عرض ہے حضور میں

۱۔ تم سدا ننگ پال لعل۔ فقر کی لاج پال پال
درد کا احوال حال۔ دل سنو دستور میں

۲۔ لعل تیرے در کی لوری۔ دامن پکڑی ہم جو تیری
پر تمون رکھیں لاج موری۔ کر مہر نظر نور میں

۳۔ ورد ہے تمہارا نام۔ دم بدم ہے صبح شام
کہتی ہوں میں رام رام۔ تار تن تنور میں

۴۔ سن سنو کرنا یہ غور۔ عاشقان میلین طور
مجنو کی ہے دل کی دوڑ۔ رکھ محبت مذکور میں

۵۔ ”ڈانکا“ ارداس ہے۔ داسون تجھے کا داس ہے
”سچل“ کا پرواس ہے۔ رکھ رحمت پرت پور میں

پرت پال = دوستی رکھنا پرواس = سہارا

در ثنا پیر مغان

- ۱- ارادتمند آن پیر مغانم
بجز پیر مغان دیگر ندانم
- ۲- مریدم آستانم بارگاہش
منور از درش دل چشم جانم
- ۳- ثواب و جرم شد محو "آشکارا"
شکر اللہ کہ در بیت الامانم

۱- میں پیر مغان کا ارادتمند ہوں۔ اسکے سوا کسی کو نہیں جانتا۔

۲- میں پیر مغان کے بارگاہ کا مرید ہوں۔ جسکے نظر نظر پڑتے ہی قلب اور روح کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

۳- اے "آشکارا" ثواب اور گناہ کا دور ختم ہو گیا۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ میں امن و حفظ کے مقام پر ہوں۔

معنی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|----------------------|--------------------------|----------------------|------------------------------|
| سر اناہو۔ | یہ حدیث شریف ہے | کٹلی | کٹنی |
| الانسان سری وانا سرہ | انسان اللہ کا راز ہے | خندنگ | تیر |
| اور اللہ انسان کا | راز ہے۔ | چھٹکے | چھٹ گئے |
| کوئتل کڈاٹونگا۔ | گھوڑے | رستے سے | ڈوری سے |
| کو دوڑاٹونگا | بساط | کاری | حل کر کے |
| نختہ شطرنج کا | نرط | کاری | پوری طرح اثر انداز |
| شطرنج کی گوئی | جس طرح شطرنج میں خانے | فتراک | گھوڑے کی زین |
| کا خیال رکھ کر گوئی | چلائی جاتی ہے اس طرح میں | کے دونوں طرف شکار | باندھنے کے بند |
| اپنا سر چلاتا ہوں۔ | دئی | چاک | ڈکڑے |
| دو سمجھنا | سوں | سر دیویں | سرقربان کرنا |
| چپ و راست۔ | دائیں اور بائیں | دوتک | دو ٹکڑے |
| برہے کا | عشق کا | لوٹ نیتی | لوٹ لیا |
| بار | بوجھ | تیرے ہی بیچ میں یارو | تیرے یار تیرے اندر پوشیدہ ہے |
| بہت۔ | بھاری | کوچک | چھوٹی سے گلی |
| ہمن سوں | ہم سے | آری جام | اللہ |
| سر جھلینگا | برداشت کرینگا | برہے نے | عشق نے |
| دار | سولی | سیتی | لیے |
| | | چنچل | دوست |

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|--------------|-------------|----------------------|---------------------|
| بندا | باندھا | لہو لگا | خون لگا |
| وکامن | بکنا | دیونا ہے | دینگے |
| لاون | لگانا | چیرا رگا | پٹکا رنگ لیا |
| کنوں | کے پاس | ہادی | مرشد |
| پاٹ | وابس | نگوسار - سر جھکانا - | شر مندہ ہونا |
| پروان | پروانہ | کمان - کسکے | کمان میں تیر |
| ہلاں | حملہ | ڈالکر کھینچ کر | شکار |
| حسن دیاں | حسن کا | کرنے کیلئے تیار | کرنا |
| کاری | سیخت | لٹکے | لوٹ کر |
| گوئی | گیند بال | مڑ کے | پلٹ کر |
| سر میدان | میدان میں | نین | آنکھوں |
| چوگان | میدان | بیچ | درمیان |
| پراگند | مفلس | لیٹریاں | ٹھنڈے کپڑے |
| فکل نہ فند - | کوئی تفاوت | گو دریان | پھٹے کپڑے |
| بے قید | نہیں ہے | پال | بجلا لانا |
| در بند ہے | آزاد | غمزہ | ناز |
| خندان خند | قید میں | اقرار پال | اقرار سر انجام کرو |
| جگ | خوش خورم | پھروں | چکر لگاؤں |
| کیتے | دنیا - جہان | ہتے - ہتے | ادھر اودھر |
| زلف | کیلئے | نمانا | خاکسار - منکسر مزاج |
| چیرا | چوٹی | ہار | garland پہولوں کا |
| | پٹکا | ہار جو گلے میں پہنتے | ہیں |

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|-------------------|-------------|-----------------------------|-----------------|
| ایک کے بعد | پے پے | شرط مزدی کا یہ ہے۔ وہ مرد | |
| دوسرے | | کہا جانا ہے جو دوست | |
| پلک | مڑگان | کیلئے سر قربان کر دے | |
| سے | سون | آزاد ہونا | چھوٹن |
| ہوا | پون | پھندا۔ جال | پیچ |
| توبہ | ابا | لعل رنگ | لالی |
| نیاز | کورنش | خون | رت |
| زمین | درتی | سر دینا | سر دیو |
| آمد | آون | گر جاء | پڑو |
| بازار | گڈی | چشمان تیریاں۔ تمہاری آنکھیں | |
| توجہ دیا | تیاں لایا | شکار کرنے والا | شکاری |
| اٹھا کے | چا | دوست | سریجن |
| آنسو | انجھرا | رات | رین |
| لاکھ آدمی | لکاں وچوں | ہماری | ہمن |
| آدمی سے کوئی کوئی | | جلادو | بالیں |
| یہ بات سمجھینگے | | بھولنا | بساں |
| کالا سانپ | کاریمہر | عشق | برہا |
| تیر برسانے | تیر وساں دا | سوائے | بن |
| کا خیال ہے | | چال | عشوہ |
| کالا سانپ۔ | بسمیہر | فراق دیاں فوجاں | فراق دیاں فوجاں |
| | | افواج | |

نوٹ: صفحہ نمبر ۸۴ کے بعد تلقین اور اردو ترجمہ کے
 ۱۰ صفحہ بغیر سیریل نمبر کے ان صفحوں میں شامل نہیں ہیں،
 وہ ۱۰ صفحہ ان ۱۱۴ صفحوں میں شامل کرنے سے کتاب کے
 صفحوں کا مجموعی تعداد ۱۱۴ + ۱۰ = ۱۲۴ ہے۔

یہ کتاب قاضی علی اکبر درازی نے "ہمدرد" پریس لاہور سے
سکھر سے چھپوا کر روہڑی سے شایع کیا۔